داستان رانی کیتکی اور کنور اودے بھان کی

داخل نصاب علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

تصنیف

سید انشاء اللہ خاں انشاء

مع

دیباچہ، پیش لفظ، تجزیہ و تبصرہ

مختصر حالات زندگی وغیرہ

از

بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق

ایجوکیشنل بک ہاؤس

سول لائن۔ حامد علی بلڈنگ (یونیورسٹی ایریا)

علی گڑھ ۲ (یو۔پی)

داستان رانی کیتکی
اور
کنور اودے بھان کی

داخل نصاب علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

تصنیف

سید انشاء اللہ خاں انشاء

مع

دیباچہ، پیش لفظ، تجزیہ و تبصرہ
و
مختصر حالات زندگی وغیرہ

جملہ حقوق محفوظ

از

بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق

ایجوکیشنل بک ہاؤس
سول لائن۔ حامد علی بلڈنگ (یونیورسٹی ایریا)
علی گڑھ (یوپی)

جملہ حقوق محفوظ

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے

عہ ۸/

(مطبوعہ الجمعیۃ پریس دہلی)

دیباچہ

از

بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق

سید انشاء بلا کے ذہین اور طباع تھے، اگر درباری صحبت اور ناروا شوخی اور ظرافت انھیں بے راہ نہ کر دیتی تو وہ اپنا جواب نہ رکھتے۔ انھوں نے اپنی ذہانت اور جودت کو بری طرح خراب کیا، اس پر بھی ان کے کلام میں جو جدّت، شگفتگی پائی جاتی ہے وہ کہیں اور نہیں ملتی۔ اردو زبان پر انھیں بڑی قدرت حاصل تھی، بلکہ اس کے پورے نبض شناس اور صحیح سمجھنے اور استعمال کرنے والے تھے۔ ایک اردو کیا ہندوستان کی کئی زبانوں میں مہارت رکھتے تھے۔ آزاد نے خوب کہا ہے کہ ہندوستان کی زبانیں اُن کے

گھر کی لونڈی ہیں۔ دریائے لطافت کہ اس میں بھی انھوں نے شوخی کو ہاتھ سے نہیں دیا، اس کی شاہد ہے۔

یہ کہانی بھی ان کی جدت طبع کا نتیجہ ہے۔ اس میں یہ التزام کیا ہے کہ فارسی عربی کا ایک لفظ بھی نہ آنے پائے جو دعویٰ انھوں نے کیا وہ پورا کر دکھایا۔ عربی فارسی کا ایک لفظ تک نہ آیا اور پھر لطف یہ کہ آجکل سی ایسی ہندی نہیں کہ نہ لکھنے والا سمجھے نہ پڑھنے والا۔ اُردو والا بھی سمجھتا ہے اور ہندی والا بھی۔ زبان اور بیان دونوں صاف ہیں۔ اس کا نام ہندوستانی ہے۔ یہ بھی ہوشیاری کی ہے کہ قصہ ہندوانی رکھا ہے جس میں بہت سے ہندی لفظ بے تکلف کھپ گئے ہیں اور ناگوار نہیں معلوم ہوتے۔ قصے کہانی میں تو ایسی زبان نبھ جاتی ہے (اگرچہ وہ بھی آسان نہیں) لیکن ادبی اور علمی مضامین ادا کرنے کی اس میں سکت نہیں۔ ہندوستانی اگر کوئی زبان ہے یا اگر بنی تو اس کی دوڑ یہیں تک رہے گی۔ علم و ادب کے میدان میں اس کا ٹکنا دشوار ہے۔ کہانی میں بعض الفاظ مثلاً کشتیوں اور آتش بازی کے نام ایسے آگئے ہیں جنھیں ہم بھولے جاتے ہیں اور آئندہ شاید سمجھ میں بھی نہ آئیں۔ علاوہ اس کے ہندی کے

بعض ایسے خوبصورت لفظ بھی نظر آئیں گے جو آجکل اُردو تحریر میں نہیں آتے۔ انھیں زندہ کرنا اور موقع محل پر کام میں لانا ضروری ہے۔ غرض سید انشاء مرحوم کی یہ عجیب یادگار ہے اور اس میں شبہ نہیں کہ بہت قابلِ داد ہے۔

اس داستان کا ذکر مدت سے سُنتے آتے تھے لیکن ملتی کہیں نہ تھی آخر ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کی پرانی جلدوں میں اس کا پتا لگا۔ مسٹر کلنٹ پرنسپل لا مارٹن کالج لکھنؤ کو اس کا ایک نسخہ دستیاب ہوا تھا جسے انھوں نے سوسائٹی کے رسالے میں طبع کرا دیا تھا ۱۸۵۲ء میں ایک حصہ طبع ہوا اور دوسرا حصہ ۱۸۵۵ء میں لیکن بہت غلط چھپی تھی۔ اُردو میں شائع ہونے کے بعد میرے عنایت فرما جناب پنڈت منوہر لال زتشی ایم اے نے ازراہِ کرم اس کا ایک نسخہ جو کبھی لکھنؤ میں ناگری حروف میں چھپا تھا عنایت فرمایا اس نسخے سے مقابلہ کر کے اور جہاں تک مجھ سے ممکن ہوا اس کی تصحیح کی اور اب شاید ایک آدھ مقام کے سوا کہیں کوئی لفظ مشتبہ باقی نہیں رہا۔

عبدالحق

پیش لفظ

سید انشاء اللہ خاں انشاء نے مقفّٰی، مسجع اور مرصع عبارت سے نثر کو نظم کی چاشنی دے کر نئے روپ سے اس کا سنگھار کر کے اُردو زبان پر بڑا احسان کیا ہے۔ "داستان رانی کیتکی اور کنور اودے بھان کی" چند امتیازی خوبیوں کی حامل ہے۔ اس میں

(۱) عربی فارسی کا ایک لفظ تک نہیں

(۲) آجکل کی سی ایسی ہندی نہیں کہ نہ لکھنے والا سمجھے اور نہ پڑھنے والا۔ اسے اُردو والا بھی سمجھتا ہے اور ہندی والا بھی۔

(۳) زبان اور بیان دونوں صاف ہیں۔

(۴) آتیاں، جاتیاں جو آجکل متروک ہیں۔ عبارت میں بڑا لوچ پیدا کر دیا ہے۔

(۵) ظرافت کی جابجا چاشنی نے کلام کی شوخی کو بہت بڑھا دیا ہے

جیسے :—

میرے داتا نے چاہا تو وہ تاؤ بھاؤ اور آؤ جاؤ اور کود پھاند اور لپٹ جھپٹ دکھاؤں جو دیکھتے ہی آپ کے دھیان کا گھوڑا جو بجلی سے بھی بہت چنچل اچھلاہٹ میں ہرنوں کے روپ میں ہے اپنی چوکڑی بھول جائے .... وغیرہ

(۶) اس کے پلاٹ (PLOT) میں گو کوئی جان نظر نہیں آتی، مگر ان کے زورِ قلم اور جدت طبعی نے اس میں جان ڈال دی۔ مختلف ناموں کا استعمال انشاؔ کی خداداد قابلیت کا آئینہ دار ہے مثلاً :—

(أ) گرو مہندر گر کے چیلوں اور چیلیوں کے نام :—

(مرد) بھیرو نگر۔ ہنڈولگر۔ کدار ناتھ۔ میکھ ناتھ وغیرہ

(عورتیں) گوجری، توڈی، اساوری، گوری، ...... وغیرہ

(ب) مختلف قسم کے باجے :—

مردنگ، بین، جلترنگ، منہ چنگ، گھونگھرو، تبلے، کٹ تال وغیرہ

(ج) آتشبازیوں کے نام :—

ہتھپھول، پھلجھڑیاں، جاہی، جوہیاں، کدم، گنیدا، چمیلی.... وغیرہ

(ی) ناچ کے طریقے :-

دونوں ہاتھ ہلاؤ، انگلیاں نچاؤ، جو کسی نے نہ دیکھا ہو وہ
تاؤ بھاؤ، آؤ جاؤ، راؤ چاؤ، دکھاؤ، ٹھٹریاں کپکپاؤ اور
ناک بھنویں تان تان، بھاؤ بتاؤ، ایسا بھاؤ جو لاکھوں برس
نہ ہوا ہو .... وغیرہ

(ک) ناؤ اور کشتی کی قسمیں :-

نواڑے، بھولئے، بجرے، لچکے، مورپنکھی، سونامکھی،
شیام سندر، رام سندر .... وغیرہ

(و) گھوڑوں کے نام :-

مادھو بلاس، رس دھام، کرشن نواس، مجھی بھون،
چندر بھون .... وغیرہ

(۷) کرشن جی کا تذکرہ بارات کے دوران اس خوبی سے لائے
ہیں کہ سچی تصویر آنکھوں کے سامنے گھوم جاتی ہے۔ کرشن جی کا
پیدا ہونا، ان کا گوکل آنا، گائیں چرانا، مرلی بجانا، گوپیوں کا
ریجھنا، رادھا سے کرشن کا پریم، پھر کرشن کا دوارکا جانا، گوپیوں
کا ان کی جدائی میں تڑپنا وغیرہ کچھ اس انداز سے لکھا ہے کہ
معلوم ہوتا ہے انشاء بذات خود کرشن کے زمانے میں موجود تھے

اور یہ سب انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔
ساتھ ہی ساتھ یہ اس بات پر بھی مہر صداقت ہے کہ انشاء ہندو مذہب میں کافی دسترس رکھتے تھے۔

(۸) جا بجا دوہے ہندی جامہ پہنے ہوئے ہیں عبارت کے حسن کو دوبالا کر رہے ہیں۔ اگرچہ آجکل کے تغزل یا شاعری کے معیار سے گرے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔

(۹) انشاء کے زمانہ میں لکھنؤ کی طرز معاشرت، معمول، عیش پرستی فضول خرچی تقاریب اور ان کی آرائش و اہتمام وغیرہ کا نہایت سچا نقشہ کھینچا ہے۔

(۱۰) انشا نظم اور نثر دونوں کے مرد میدان تھے لیکن مصحفی (جو ۱۷۵۰ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۲۴ء میں انتقال کیا) آپ کے ہم عصر تھے۔ باہمی رقابت نے نازیبا اور رکیک شکل اختیار کرلی تھی اس سے فضا تو مکدر ہو گئی لیکن اُردو زبان کو فائدہ پہنچا اور زبان منجھ کر صاف ہو گئی۔

اس داستان کا مطالعہ نہ صرف دلچسپی کا باعث ہے بلکہ ہمیں قدیم اُردو لٹریچر۔ طرز معاشرت اور رسومات وغیرہ سے روشناس کراتا اور اس شاندار زمانہ کی یاد تازہ کرتا ہے جب ہندو مسلمان بھائی بھائی اور شیر و شکر تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

داستان

رانی کیتکی اور کنور اودے بھان کی

سر جھکا کر ناک رگڑتا ہوں اُس اپنے بنانے والے کے سامنے جس نے ہم سب کو بنایا اور بات کی بات میں وہ سب کر دکھایا جس کا بھید کسی نے نہ پایا۔

آتیاں جاتیاں جو سانسیں ہیں
اسکے بن دھیان سب یہ پھانسیں ہیں

یہ کل کا پتلا جو اپنے اس کھلاڑی کی سدھ رکھے تو کھٹائی میں کیوں پڑے؟ اور کڑوا کسیلا کیوں ہو؟ اس پھل کی مٹھائی چکھے جو بڑوں سے بڑے اگلوں نے چکھی ہے۔

دیکھنے کو آنکھ دی اور سننے کو یہ کان دئے۔ ناک بھی اونچی سب

یں کر دمی مورتوں کو جی دان دیئے۔ مٹی کے باسن کو اتنی سکت کہاں جو اپنے کمہار کے کرتب کچھ بتا سکے؟ سچ ہے، جو بنایا ہوا ہو، سو اپنے بنانے والے کو کیا سراہے؟ اور کیا کہے؟ یوں جس کا جی چاہے پڑا بکے۔ سر سے لگا پاؤں تک جتنے رونگٹے ہیں جو سب کے سب بول اٹھیں اور سراہا کریں اور اتنے برسوں اسی دھیان میں رہیں جتنی ساری ندیوں میں ریت اور پھول پھلیاں کھیت میں ہیں تو بھی کچھ نہ ہو سکے۔

اس سر جھکانے کے ساتھ دن رات جپتا ہوں اس داتا کے بھیجے ہوئے پیارے کو جس کے لئے یوں کہا ہے "جو تو نہ ہوتا میں کچھ نہ بناتا" اور اس کا چچیرا بھائی جس کا بیاہ اسی کے گھر ہوا اس کی سرت مجھے لگی رہتی ہے۔ میں پھولا اپنے آپ میں نہیں سماتا اور جتنے اُن کے لڑکے بالے ہیں انہیں کے یہاں پر چاؤ ہے اور کوئی ہو، کچھ میرے جی کو نہیں بھاتا۔ مجھے اس گھرانے کے چھوٹ کسی سے بھاگ اوچک چور ٹھگ سے کیا پڑی؟ جیتے مرتے انھیں سبھوں کا آسرا اور ان کے گھرانوں کا رکھتا ہوں تیسوں گھڑی ___

ڈول ڈال ایک انوکھی بات کا

ایک دن بیٹھے بیٹھے یہ بات اپنے دھیان میں چڑھ آئی کہ کوئی کہانی ایسی کہیئے جس میں ہندوی چھٹ اور کسی بولی کا پٹ نہ ملے،

تب جاکے میرا جی پھول کی کلی کے روپ سے کھلے۔ باہر کی بولی اور گنواری کچھ اس کے بیچ نہ ہو۔ اپنے ملنے والوں میں سے ایک کوئی بڑے پڑھے لکھے پرانے دھرانے بوڑھے گھاگ یہ کھڑاگ لائے سر ہلا کر منہ بنا کر ناک بھوں چڑھا کر آنکھیں پھرا کر لگے کہنے، یہ بات ہوتی دکھائی نہیں دیتی۔ ہندوی پن بھی نہ نکلے اور بھاکھا پن نہ ٹھوس جائے۔ جیسے بھلے لوگ اچھوں سے اچھے آپس میں بولتے چالتے ہیں جوں کا توں وہی ڈول رہے اور چھانہہ کسی کی نہ پڑے، یہ نہیں ہونے کا۔ میں نے ان کی ٹھنڈی سانس کی پھانس کا ٹھوکا کھا کر جھنجھلا کر کہا میں کچھ ایسا الوکھا بولا نہیں جو رائی کو پربت کر دکھاؤں۔ اور جھوٹ سچ بول کے اونگلیاں نچاؤں اور بے سری بے ٹھکانے کی الجھی سلجھی باتیں سمجھاؤں۔ جو مجھ سے نہ ہو سکتا، تو بھلا یہ بات منہ سے کیوں نکالتا؟ جس ڈھب سے ہوتا اس بکھیڑے کو ٹالتا۔

اب اس کہانی کا کہنے والا یہاں آپ کو جتاتا ہے اور جیسا کچھ لوگ اسے پکارتے ہیں کہہ سناتا ہے۔ دھنا ہاتھ منہ پر پھیر کر آپ کو جتاتا ہوں۔ جو میرے داتا نے چاہا تو

وہ تاؤ بھاؤ اور آؤ جاؤ اور کود پھاند اور لپٹ جھپٹ دکھاؤں جو دیکھتے ہی آپ کے دھیان کا گھوڑا جو بجلی سے بھی بہت چنچل، اچپلاہٹ میں ہرنوں کے روپ ہیں ہے اپنی چوکڑی بھول جائے ۔

گھوڑے پر اپنے چڑھ کے آتا ہوں میں
کرتب جو ہیں سو سب دکھاتا ہوں میں
اوس چاہنے والے نے جو چاہا تو ابھی
کہتا جو کچھ ہوں کر دکھاتا ہوں میں

اب آپ کان رکھ کے سنمکھ ہو کے ٹک ادھر دیکھئے کس ڈھب سے بڑھ چلتا ہوں اور اپنے ان پھول کی پنکھڑی جیسے ہونٹوں سے کس کس روپ سے پھول اگلتا ہوں ۔۔۔

(کہانی کا اوبھار اور بول چال کی دولہن کا سنگار)

کسی دیس میں کسی راجہ کے گھر ایک بیٹا تھا ۔ اوسے اوس کے ماں باپ اور سب گھر کے لوگ کنور اودے بھان کر کے پکارتے تھے ۔ سچ مچ اوس کے جوبن کی جوت میں سورج کی ایک سوت آ ملی تھی ۔ اوس کا اچھاپن اور بھلا لگنا کچھ ایسا نہ تھا جو کسی کے لکھنے اور کہنے میں آ سکے۔

پندرہ برس بھر کے سو لچھ میں پا نو رکھا تھا۔ کچھ یوں ہی سی اوس کی مسیں بھیگتی چلی تھیں۔ اکڑ مکڑ اوس میں بہت سی سما رہی تھی، کسی کو کچھ نہ سمجھتا تھا۔ پر کسی بات کے سوچ کا گھر گھاٹ پایا نہ تھا اور چاؤ کی ندی کا پاٹ ان نے دیکھا نہ تھا۔ ایک دن ہریالی دیکھنے کو اپنے گھوڑے پر چڑھ کے اٹکھیل پنے اور لڑکپن کے ساتھ دیکھتا بھالتا چلا جاتا تھا۔ اتنے میں ایک ہرنی جو اس کے سامنے آئی، تو اس کا جی لوٹ پوٹ ہوا۔ اس ہرنی کے پیچھے سب کو چھوڑ چھاڑ کر گھوڑا پھینکا۔ بھلا کوئی گھوڑا اوسکو پا سکتا تھا؟ جب سورج چھپ گیا اور ہرنی آنکھوں سے اوجھل ہوئی، تب تو یہ کنور اودے بھان بھوکھا پیاسا اور اوداسا جماہیاں اور انگڑائیاں لیتا ہکا بکا ہو کے لگا آسرا ڈھونڈھنے۔ اتنے میں کچھ امریاں دھیان چڑھیں، اودھر چل نکلا۔ تو کیا دیکھتا ہے؟ چالیس پچاس رنڈیاں ایک سے ایک جوبن میں اگلی جھولا ڈالے ہوئے پڑی جھول رہی ہیں اور ساون گاتیاں ہیں۔ جو انھوں نے اوس کو دیکھا، تو کون؟ تو کون؟ کی چنگھاڑ سی پڑ گئی (اون سبھوں میں سے ایک کے ساتھ اس کی آنکھ لڑ گئی)

دوہا:

کوئی کہتی تھی یہ اوچکا ہے
کوئی کہتی تھی ایک پکا ہے

وہی جھووے والی لال جوڑا پہنے ہوئے جس کو سب رانی کیتکی کہتے تھے، اوس کے بھی جی میں اس کی چاہ نے گھر کیا پر کہنے سننے کو اس نے بہت سے ناہ نوہ کی۔ اس لگ چلنے کو بھلا کیا کہتے ہیں؟ یک نہ یک جو تم جھٹ سے ٹپک پڑے یہ نہ جانا جو یہاں رنڈیاں اپنی جھول رہی ہیں اجی تم جو اس روپ کے ساتھ بیدھڑک چلے آئے ہو ٹھنڈی ٹھنڈی چھانہہ چلے جاؤ۔ تب انھوں نے مسوس کے ملولا کھا کے کہا کہ اتنی رکھائیاں نہ دیجئے میں سارے دن کا تھکا ہوا ایک پیڑ کی چھانہہ میں اوس کا بچاؤ کرکے پڑرہوں گا بڑے تڑکے دھوندلکے اٹھ کر جدھر کو منہ پڑے گا چلا جاؤں گا۔ کسی کا لیتا دیتا نہیں۔ ایک ہرنی کے پیچھے سب لوگوں کو چھوڑ کر گھوڑا پھینکا تھا۔ جب تلک اوجالا رہا اوسی کے دھیان میں تھا جب اندھیرا چھا گیا اور جی بہت گھبرا گیا، ان امریوں کا آسرا ڈھونڈھکر

یہاں چلا آیا ہوں۔ کچھ روک ٹوک تو نہ تھی جو ماتھا ٹھنک جاتا اور رک رہتا، سر اٹھائے ہانپتا ہوا چلا آیا۔ کیا جانتا تھا پدمنیاں یہاں پڑی جھولتی، پینگیں چڑھا رہی ہیں۔ پر یوں ہی بدی تھی، برسوں میں کبھی جھولا کروں گا۔ یہ بات سُن کر جو لال جوڑے والی، سب کی سر دھری تھی اُس نے کہا۔ ہاں جی بولیاں ٹھولیاں نہ مارو۔ ان کو کہہ دو جہاں جی چاہے اپنے پڑ رہیں اور جو کچھ کھانے پینے کو مانگیں سو انھیں پہونچا دو۔ گھر آئے کو کسی نے آج تک مار نہیں ڈالا۔ ان سنہ کا ڈول گال تمتمائے اور ہونٹھ پپڑائے اور گھوڑے کا ہانپنا اور جی کا کانپنا اور گھبراہٹ اور تھرتھراہٹ اور ٹھنڈی سانسیں بھرنا اور نڈھال ہوکر گرے پڑنا انکو سچا کرتا ہے۔ بات بنائی اور سچوٹی کی کوئی چھپتی ہے؟ پر ہمارے اور ان کے بیچ میں کچھ اوٹ سی کپڑے لتے کی کر دو۔ اتنا آسرا پاکے سب سے پرے کونے میں جو پانچ سات چھوٹے چھوٹے پودے سے تھے ان کی چھانہ میں کنور اودے بھان نے اپنا بچھونا کیا۔ سرہانے ہاتھ دھرکے چاہتا تھا سو رہے، پر نیند کوئی چاہت کی لگاوٹ میں آتی تھی؟

بڑا بڑا اپنے جی سے باتیں کر رہا تھا۔ اتنے میں کیا ہوتا ہے؟ جو رات سائیں سائیں بولنے لگتی ہے اور ساتھ والیاں سب سو رہتی ہیں، رانی کیتکی اپنی سہیلی مدن بان کو جگا کر یوں کہتی ہے۔ اری تو نے کچھ سنا ہے؟ میرا جی اس پر آگیا اور کسی ڈول سے نہیں تھم سکتا۔ تو سب میرے بھیدوں کو جانتی ہے، اب جو ہونی ہو سو ہو۔ سر رہتا رہے جاتا جائے، میں اُس کے پاس جاتی ہوں۔ تو میرے ساتھ چل، پر تیرے پاؤں پڑتی ہوں کوئی سننے نہ پاوے۔ اری یہ میرا جوڑا میرے اور اُس کے بنانے والے نے ملا دیا۔ میں اسی لئے ان امرلیوں میں آئی تھی۔ کیتکی مدن بان کا ہاتھ پکڑے وہاں آن پہنچتی ہے جہاں کنور ادے بھان لیٹے ہوئے کچھ سوچ میں پڑے بڑے بڑبڑا رہے تھے۔ مدن بان آگے بڑھ کے کہنے لگی۔ تمھیں اکیلا جان کے رانی آپ آئی ہیں۔ کنور ادے بھان یہ سُن کے اُٹھ بیٹھے اور یہ کہا کیوں نہ ہو جی سے جی کو ملاپ ہے۔ کنور اور رانی دونوں چپ چاپ بیٹھے تھے، پر مدن بان دونوں کے بدن گدگدا رہی تھی ہوتے ہوتے اپنے اپنے سب نے کھولے۔ رانی کا پتہ یہ

کھلا۔ راجہ جگت پرکاس کی بیٹی ہیں اور ان کی ما رانی کام لتا
کہلاتی ہیں۔ ان کو ما باپ نے ان سے کہدیا ہے ایک مہینے
پیچھے امریوں میں جا کے جھول آیا کرو۔ آج وہی دن تھا سو
تم سے مٹھ بھیڑ ہو گئی۔ بہت مہاراجوں کے کنوروں کی باتیں
آییاں پر کسی پر ان کا دھیان نہ چڑھا۔ تمھارے دھن بھاگ،
جو تمھارے پاس سب سے چھپ کے میں جو ان کی لڑکپن
کی گوئیاں ہوں مجھے ساتھ اپنے لے کے آئیں ہیں۔ اب تم
اپنی کہانی کہو کہ تم کس دیس کے کون ہو۔ انھوں نے کہا میرا
باپ راجہ سورج بھان اور ما رانی لچھمی باس ہے، آپس میں
جو کُتھ جوڑا ہو جائے، تو انوکھی اچرج اور اچنبھے کی بات نہیں
یوہیں آگے سے ہوتا چلا آیا ہے۔ جیسا منہ ویسی تھپڑ، جوڑ
توڑ ٹٹول لیتے ہیں۔ دونوں مہاراجوں کو یہ جیت چاہی بات
اچھی لگے گی۔ پر ہم تم دونو کے جی کا گٹھ جوڑا چاہیے۔
اس میں مدن بان بول اٹھی۔ سو تو ہوا اب اپنی اپنی انگوٹھیاں
ہیر پھیر کر لو اور آپس میں لکھوتی بھی لکھ دو پھر کچھ ہیچر میچر نہ رہے
کنور اودے بھان نے اپنی انگوٹھی رانی کیتکی کو پہنا دی۔ اور
رانی کیتکی نے انگوٹھی کنور کی انگلی میں ڈال دی اور ایک دھیمی سی

چٹکی بھی لے لی۔ اس میں مدن بان بول اٹھی۔ جو سچ پوچھو تو اتنی بھی بہت ہوئی اتنا بڑھ چلنا اچھا نہیں میرے سر چوٹ ہے۔ اب اوٹھ چلو اور ان کو سونے دو اور روئیں پڑے رونے دو۔ بات چیت تو ٹھیک ٹھاک ہو چکی تھی، پچھلے پہر سے رانی تو اپنی سہیلیوں کو لے کے جدھر سے آئی تھی ادھر چلی گئی اور کنور اودے بھان اپنے گھوڑے کی پیٹھ لگ کر اپنے لوگوں سے مل کر اپنے گھر پہنچے۔ کنور جی کا انوپ روپ کیا کہوں کچھ کہنے میں نہیں آتا۔ کھانا نہ پینا نہ لگ چلنا، کسی سے کچھ کہنا نہ سننا۔ جس دھیان میں تھے اوسی میں گھوٹھے رہنا اور گھڑی گھڑی کچھ کچھ سوچ سوچ سر دھننا۔ ہوتے ہوتے اس بات کا لوگوں میں چرچا پھیل گیا۔ کسی کسی نے مہاراج اور مہارانی سے بھی کہا کچھ دال میں کالا ہے۔ وہ کنور اودے بھان جن سے تمھارے گھر کا اوجالا ہے ان دنوں کچھ اس کے برے تیور بے ڈول آنکھیں دیکھائی دیتی ہیں۔ گھر سے باہر پاؤں نہیں دھرتا۔ گھر والیاں جو کسی ڈول سے بہلاتیاں ہیں تو اور کچھ نہیں کرتا ایک اونچی سانس لیتا ہے بہت کسی نے چھیڑا تو چھپر کھٹ پر جا کے اپنا منہ لپیٹ کے آٹھ آٹھ آنسو پڑا روتا ہے

یہ سنتے ہی ماں باپ کنور کے پاس دوڑے آئے۔ گلے لگایا۔ منہ چوما، پانو پر بیٹے کے گر پڑے، ہاتھ جوڑے اور کہا۔ جی کی بات ہے سو کہتے کیوں نہیں؟ کیا دکھ پڑا جو پڑے پڑے کراہتے ہو؟ راج پاٹ جس کو چاہو دے ڈالو۔ کہو تو تم کیا چاہتے ہو۔ تمھارا جی کیوں نہیں لگتا؟ بھلا، وہ ہے کیا، جو ہو نہیں سکتا، موںھ سے بولو جی کھولو جو کہنے میں کچھ سوچتے ہو تو ابھی لکھ بھیجو۔ جو کچھ لکھو گے جوں کی توں وہی کر تمھیں دے جاویں گے۔ جو تم کہو کنویں میں گر پڑو تو ہم دونو ابھی گر پڑتے ہیں، جو کہو سر کاٹ ڈالو تو ابھی سر کاٹ ڈالتے ہیں۔ کنور اودے بھان وہ جو بولتے ہی نہ تھے انھوں نے لکھ بھیجنے کا آسرا پاکے اتنا بولے "اچھا آپ سدھارئے میں لکھ بھیجتا ہوں۔ پر میرے اس لکھ بھیجنے کو میرے منہ پر کسی ڈھب سے نہ لانا نہیں تو میں شرماؤں گا۔ اسی لئے مکھ بات ہو کے میں نے کچھ نہ کہا اور یہ لکھ بھیجا۔ "اب جو میرا جی ناک میں آگیا اور کسی ڈھب نہ رہا گیا اور آپ نے مجھے سو سو روپ سے کھولا اور بہت سا ٹٹولا، تب تو لاج چھوڑ کے ہاتھ جوڑ کے منہ کو کھول کے گھگیا کے یہ لکھتا ہوں۔ جگ میں چاہ کے ہاتھوں کسی کو سکھ نہیں

ہے۔ بھلا وہ کون ہے جس کو دکھ نہیں۔ وہ اس دن جو میں
ہریالی دیکھنے کو گیا تھا، وہاں جو میرے سامنے ایک ہرنی
کنوتیاں اوٹھائے ہوئے ہولی تھی اس کے پیچھے میں نے گھوڑا
بگ چھٹ پھینکا، جب تک اوجالا رہا اسی کے دھن میں چلا گیا
جب اندھیرا ہو گیا اور سورج ڈوبا تب جی میرا بہت اوداس
ہوا۔ امریاں تاک کے میں اون میں گیا، تو اون امریوں کا
پتا پتا میرے جی کا گاہک ہوا، وہاں کا یہ سبھاؤ ہے، کچھ رنڈیاں
جھولا جھول رہی تھیں۔ اون سب کی سردھری کوئی رانی کیتکی
مہاراجہ جگت پرکاس کی بیٹی ہیں اونھوں نے یہ انگوٹھی اپنی
مجھے دی اور میری انگوٹھی انہوں نے لی اور لکھاوٹ بھی لکھ
دی۔ سو یہ انگوٹھی اون کی لکھاوٹ سمیت میرے لکھے ہوئے
کے ساتھ پہنچتی ہے۔ آپ دیکھ لیجئے اور جس میں بیٹے کا جی
رہ جائے وہ کیجئے۔ مہاراج اور مہارانی اوس بیٹے کے لکھے
ہوئے پر سونے کے پانی سے یوں لکھتے ہیں۔ ہم دونوں نے
اوس انگوٹھی اور لکھاوٹ کو اپنے آنکھوں سے ملا۔ اب تم
اپنے جی میں کچھ کڑھو مت۔ جو رانی کیتکی کے ماباپ تمھاری
بات مانتے ہیں تو ہمارے سمدھی اور سمدھن ہیں، دونو راج

ایک جا گھ ہو جائیں گے اور جو کچھ ناہ لونہ کی ٹھیرے گی تو جس ڈول سے
بن آوے گا ڈھال تلوار کے بل تمھاری دلہن ہم تم سے ملا دیں گے،
آج سے اوداس مت رہا کرو کھیلو کودو بولو چالو آنندیں کرو۔
ہم ابھی گھڑی سبھ مہورت سوچ کے تمھارے سسرال میں
کسی بامھن کو بھیجتے ہیں جو بات چیت چاہی ٹھیک کر لاوے،
بامھن جو سبھ گھڑی دیکھ کر ہڑبڑی سے گیا تھا اوس پر بڑی
کڑی پڑی۔ سنتے ہی رانی کیتکی کے باپ نے کہا اون کے
ہمارے ناتا نہیں ہونے کا، اون کے باپ دادے ہمارے
باپ دادوں کے آگے سدا ہاتھ جوڑ کے باتیں کرتے تھے اور
جو ٹک تیوری چڑھی دیکھتے تھے تو بہت ڈرتے تھے، کیا ہوا جو
اب وے بڑھ گئے اور اونچے پر چڑھ گئے جن کے ماتھے
ہم بائیں پاؤں کے انگوٹھے سے ٹیکا لگا دیں وہ مہاراجوں کا
راجہ ہو جائے، کس کا منہ جو یہ بات ہمارے منہ پر لائے۔
بامھن نے جل بھن کے کہا اگلے بھی اسی بچار میں تھے اور بھری
سبھا میں یہی کہتے تھے۔ ہم میں اون میں کچھ گوت کا تو میل نہیں ہے
پھر کنور کی ہٹ سے کچھ ہماری نہیں چلتی، نہیں تو ایسی اوچھی بات
کب ہمارے منہ سے نکلتی؟ یہ سنتے ہی مہاراج نے بامھن کے

سر پہ پھولوں کی چھڑی پھینک ماری اور کہا جو بامھن کے ہتیا کا دھڑکا نہ ہوتا تو تجھ کو ابھی چکی میں دلوا ڈالتا۔ اس کو لے جاؤ اور ایک اندھیری کوٹھری میں موند رکھو۔ جو اس بامھن پر بیتی سو سب کنور اودے بھان کے ماباپ نے سنتے ہی لڑن کی ٹھان اپنے ٹھاٹھ باندھ کر دل بادل جیسے گھر آتے ہیں چڑھ آیا جب دونوں مہاراجوں میں لڑائی ہونے لگی رانی کیتکی ساون بھادوں کے روپ سے رونے لگی اور دونوں کے جی پر یہ آگئی یہ کیسی چاہت ہے جس میں لوہو برسنے لگا اور اچھی باتوں کو ترسنے لگا۔ کنور نے چپکے سے یہ لکھ بھیجا۔ "اب میرا کلیجا ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہے دونوں مہاراجوں کو آپس میں لڑنے دو کسی ڈول سے جو ہو سکے تو تم مجھے اپنے پاس بلا لو، ہم تم دونوں مل کے کسی اور دیس کو نکل چلیں، جو ہونی ہو سو ہو۔ سر رہتا رہے جاتا جائے۔"

ایک مالن جس کو پھول کلی کر سب پکارتے تھے اون نے اس کنور کی چھٹی کسی پھول کی پنکھڑی میں لپیٹ سپیٹ کے رانی کیتکی تک پہنچا دی۔ رانی نے اوس چھٹی سے آنکھیں اپنی ملیں اور مالن کو ایک تھال بھر کے موتی دئے اور چھٹی کی پیٹھ پر اپنے منہ کی پیک سے یہ لکھا "اے میرے جی کے گاہک جو تو مجھے

بوٹی بوٹی کر چیل کوے کو دے ڈالے تو بھی میری آنکھیں کو چین کلیجے کو سکھ ہووے، پر یہ بات بھاگ چلنے کی اچھی نہیں، ڈول سے بیٹا بیٹی کے باہر ہے جی تجھ سے پیارا نہیں ایک تو کیا جو کروڑ جی جاتے رہیں پر بھاگنے کی کوئی بات ہمیں رچتی نہیں" یہ چیٹھی پہیک بھری جو کنور تک جا پہنچتی ہے وہ کئی ایک سونے کے ہیرے موتی پکھراج کے کھچا کھچ بھرے ہوئے تھال نچھاور کر کے لٹا دیتا ہے اور چیٹھی سے اس کی بیکلی جو گنی چگنی ہو جاتی ہے اور اس چیٹھی کو اپنے گورے ڈنڈ پر باندھ لیتا ہے۔

(آنا جوگی مہندر گر کا کیلاس پہاڑ سے اور ہرن ہرنی کر ڈالنا کنور اودے بھان اور اس کے باپ کا)

جگت پرکاس اپنے گرو کو جو کیلاس پہاڑ پر رہتا تھا، یوں لکھ بھیجتا ہے، کچھ ہماری سہائے کیجئے، مہا کٹھن ہم بیتا ماروں کو پڑی ہے، راجہ سورج بھان کو اب یہاں تک باؤ بھک نے لیا ہے جو انھوں نے ہم سے مہاراجوں سے ناتے کا ڈول کیا ہے۔ کیلاس پہاڑ اک ڈال چاندی کا ہے، اوس پر راجہ جگت پرکاس کا گرو جس کو اندر لوک کے لوگ سب مہندر گر کہتے

تھے دھیان گیان میں کوئی لوبے لاکھ اتیتوں کے ساتھ ٹھاکر
کے بھجن میں دن رات رہا کرتا تھا۔ سونا روپا تانبے رانگے کا
بنانا تو کیا اور گٹکا موںھ میں لے کے اڑنا اور رہے رہے،
اس کی اور باتیں اس اس ڈھب کی دھیان میں تھیں۔ جو کچھ
کہنے سننے سے باہر ہیں۔ مینھ سونے روپے کا برسا دینا اور
جس روپ میں چاہنا ہو جانا سب کچھ اس کے آگے ایک کھیل
تھا اور گانے میں مہادیو جی چھٹ سب اوس کے آگے کان
پکڑتے تھے۔ سرسوتی جس کو ہندو کہتے ہیں آدھ شکتی اون نے
بھی اسی سے کچھ گنگنانا سیکھا تھا۔ اس کے سامنے چھ راگ
چھتیس راگنیاں آٹھ پہر روپ بندھوں کا سا دھرے ہوئے اکی
سیوا میں ہاتھ جوڑے کھڑی رہتی تھیں۔ وہاں اتیتوں کو یہ کہکر
پکارتے تھے بھیرونگر، ببھاس گر، ہنڈولگر، میگھ ناتھ، کدار
ناتھ، دیپک داس، جوتی سروپ، سارنگ روپ اور اتیتیاں
اس ڈھب سے کہلاتی تھیں، گوجری، لوڑی، اساوری، گوری،
مالسری بلاول، جب چاہتا تھا ادھر میں سنگاسن پر بیٹھ
اوڑا اسے پھرتا تھا اور لوبے لاکھ اتیت گٹکے اپنے اپنے منہ لئے
ہوئے گیروے بستر پہنے جٹا بکھیرے اس کے ساتھ ہوتے تھے جس

گھڑی راجہ جگت پرکاس کی چیٹھی ایک بھگوے لے پہونچتا ہے جوگی مہندر گر ایک جنگھاڑ مار کر دل بادلوں کو تہلکا دیتا ہے باگھمبر پر بیٹھ بھبوت اپنے منہ کو مل کچھ کچھ پڑھنت کرتا ہوا باو کے گھوڑے کی بیٹھ پر لاگا اور سب اتیت مرگ چھالوں پر بیٹھے ہوئے گٹکے منہ میں لئے ہوئے بول اٹھے "گورکھ جاگا" ایک آنکھ کی جھپک میں وہاں آن پہونچتا ہے جہاں دونوں مہاراجوں میں لڑائی ہو رہی تھی۔ پہلے تو ایک کالی آندھی آئی پھر اودے برسے پھر ایک بڑی آندھی آئی۔ کسی کو اپنی سدھ بدھ نہ رہی ہاتھی گھوڑے اور جتنے لوگ اور بھیڑ بھاڑ راجہ سورج بھان کی تھی کچھ نہ سمجھا گیا کدھر گئی اور نہیں کون اٹھا لے گیا اور راجہ جگت پرکاس کے لوگوں پر اور رانی کیتکی جی کے لوگوں پر کیوڑے کی بوندوں کی ننھی ننھی پھارسی پڑنے لگی۔ جب یہ سب کچھ ہو چکا تو گرو جی نے اپنے اتیتوں سے کہہ دیا اودے بھان، سورج بھان، لچھمی باس ان تینوں کو ہرن ہرنی بنا کے کسی بن میں چھوڑ دو اور جو ان کے ساتھی ہوں ان سبھوں کو توڑ پھوڑ دو۔ جیسا کچھ گرو جی نے کہا جھٹ پٹ وہی کیا۔ بپت کا مارا کنور اودے بھان جی اور اس کا باپ مہاراجہ سورج بھان اور

اس کی ماھارانی لچھمی باس ہرن ہرنی بن بن کی ہری ہری گھاس کئی برس تک چگتے رہے اور اوس بھیڑ بھڑکے کا تو کچھ تھل بیڑا نہ ملا جو کدھر گئی اور کہاں تھی ۔ یہاں کی یہاں ہی رہنے دو ۔ آگے سنو اب رانی کیتکی کی بات اور مھاراجہ جگت پرکاس کی سہتی ان کے گھر کا گھر گرو جی کے پاؤں پر گرا اور سب نے سر جھکا کر کہا مھاراج یہ آپ نے بڑا کام کیا ہم سب کو رکھ لیا جو آپ آج آنہ پہنچتے تو کیا رہا تھا، سب نے مرمٹنے کی ٹھان لی تھی ان پاپیوں سے کچھ نہ چلے گی یہ جان لی تھی ۔ راج پاٹ سب ہمارا اب نچھاور کر کے جس کو چاہے دے ڈالئے ۔ ہم سب کو اتیت بنا کے اپنے ساتھ لیجئے، راج ہم سے نہیں تھمتا، سورج بھان کے ہاتھ سے آپ نے بچایا اب کوئی ان کا چچا چندر بھان چڑھ آوے گا تو کیونکر بچنا ہوگا، اپنے آپ میں تو سکت نہیں پھر ایسی راجہ کا پھٹے منہ، ہم کہاں تک آپ کو ستایا کریں گے یہ سُن کے جوگی مہندر گر نے کہا تم سب ہمارے بیٹا بیٹی ہو، انندیں کرو دند ناؤ، سکھ چین سے رہو، ایسا وہ کون ہے جو تمھیں آنکھ بھر کر اور ڈھب سے دیکھ سکے ۔ یہ بگھمبر اور یہ بھبوت ہم نے تمھیں دیا آگے جو کچھ ایسی گاڑ پڑے تو اس بگھمبر میں سے ایک رونگٹا توڑ کر

آگ دھر کے پھونک دیجیو، یہ روئگٹا پھونکنے نہ پاوے گا جو ہم آن پہنچیں گے۔ رہا بھبوت سو اس لئے ہے جو کوئی چاہے جب اسے انجن کرے وہ سب کچھ دیکھ لے اور اسے کوئی نہ دیکھے، جو چاہے کرے۔ گرو مہندر گر جن کے پاؤں پوجیے اور دھن مہاراج کہئے ان سے تو کچھ چھپاو نہیں، مہاراجہ جگت پرکاس ان کو مورچھل کرتے ہوئے رانیوں کے پاس لے گئے۔ سونے روپے کے پھول ہیرے موتی گود بھر بھر سب نے نچھاور کئے اور ماتھے رگڑے۔ انھوں نے سب کی پیٹھیں ٹھوکیں۔ رانی کیتکی نے بھی ڈنڈوت کی پر جی ہی جی میں بہت سی گروجی کو گالیاں دیں۔ گروجی سات دن سات راتیں یہاں رہ کے راجہ جگت پرکاس کو سنگاسن پر بٹھا کر اپنے اس بگھمبر پر اسی ڈول سے کیلاس پہاڑ پر آ دھمکے۔ راجہ جگت پرکاس اپنے اگلے ڈھب سے راج کرنے لگے۔

(رانی کیتکی کا مدن بان کے آگے رونا پچھلی باتوں کا دھیان کر کے ہاتھ جی سے دھونا اپنی بولی کی دھن میں)

رانی کو بہت سی بے کلی تھی
کب سوجھتی کچھ بری بھلی تھی

چپکے چپکے کراہتی تھی
جینا اپنا نہ چاہتی تھی
کہتی تھی کبھی اری مدن بان
ہے آٹھ پہر سے مجھے وہی دھیان
یاں پیاس کسے بھلا کسے بھوک
دیکھوں ہوں وہی ہرے ہرے روکھ
چٹکے کا ڈر ہے اب یہ کبھی
چاہت کا گھر ہے اب یہ کبھی
امریوں میں ان کا وہ اترنا
اور رات کا سائیں سائیں کرنا
اور چپکے سے اٹھ کے میرا جانا
اور تیری وہ چاہ کا جتانا
ان کی وہ اتار انگوٹھی لینی
اور اپنی انگوٹھی ان کو دینی
آنکھوں میں میری وہ پھر رہی ہے
جی کا جو روپ تھا وہی ہے

کیوں کر انھیں بھولوں کیا کروں میں
ماں باپ سے کب تلک ڈروں میں
اب میں نے سنا ہے اے مدن بان
بن بن کے ہرن ہوئے اودے بھان
چرتے ہوں گے ہری ہری دوب
کچھ تو بھی پسیج سوچ میں ڈوب
میں اپنی گئی ہوں چوکڑی بھول
مت مجھ کو سونگھا یہ ڈھڈ ہے پھول
پھولوں کو اٹھا کے یہاں سے لے جا
سو ٹکڑے ہوا میرا کلیجا
بکھرے جی کو نہ کر اکٹھا
ایک گھاس کا لا کے رکھ دے گٹھا
ہریالی اسی کی دیکھ لوں میں
کچھ اور تو تجھ کو کیا کہوں میں
ان آنکھوں میں ہے بھڑک ہرن کی
پلکیں ہوئیں جیسی گھاس بن کی

جب دیکھیئے ڈبڈبا رہی ہیں
اوسیں آنسو کی چھا رہی ہیں
یہ بات جو جی میں گڑ گئی ہے
ایک اوس سی مجھ پہ پڑ گئی ہے

اسی ڈول سے جب اکیلی ہوتی تھی تب مدن بان کے ساتھ ایسے ہی موتی پروتی تھی۔

(بھبوت مانگنا رانی کیتکی کا اپنی ماں رانی کام لتا سے آنکھ مچول کھیلنے کے لئے اور روٹھ رہنا اور راجہ جگت پرکاس کا بلانا اور پیار سے کچھ کچھ کہنا اور وہ بھبوت دینا)

ایک رات رانی کیتکی نے اپنی ماں کام لتا سے بھلاوے میں ڈال کے یہ پوچھا گرو جی گسائیں مہندر گر تے جو بھبوت باپ کو دیا تھا وہ کہاں رکھا ہوا ہے اور اس سے کیا ہوتا ہے۔ اس کی ماں نے کہا میں تیری واری تو کیوں پوچھتی ہے۔ رانی کیتکی کہنے لگی آنکھ مچول کھیلنے کے لئے چاہتی ہوں، جب اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیلوں اور چور بنوں تو کوئی مجھ کو پکڑ نہ سکے۔ رانی کام لتا نے

کہا وہ کھیلنے کے لئے نہیں ہے۔ ایسے لٹکے کسی برے دن کے سمبھال لینے کو ڈال رکھتے ہیں۔ کیا جانے کوئی گھڑی کیسی ہے کیسی نہیں۔ رانی کیتکی اپنی ماں کی اس بات سے اپنا منھ تھتھا کے اوٹھ گئی اور دن بھر بن کھائے پیئے پڑی رہی۔ مہاراج نے جو بلایا تو کہا مجھے رنج نہیں۔ تب رانی کام لتا بول اٹھیں اجی کچھ تم نے سُنا بھی، بیٹی تمھاری آنکھ مچول کھیلنے کے لئے وہ بھبوت گرو جی کا دیا ہوا مانگتی تھی۔ میں نے نہ دیا اور کہا لڑکی یہ لڑکپن کی باتیں اچھی نہیں، کسی برے دن کے لئے گرو جی دے گئے ہیں۔ اسی پر مجھ سے روٹھی ہے، بہتیرا بہلاتی پھسلاتی ہوں، مانتی نہیں مہاراج نے کہا بھبوت تو کیا مجھے تو اپنا جی بھی اس سے پیارا نہیں، اس کی ایک گھڑی بھر کے بہل جانے پر ایک جی تو کیا جو لاکھ جی ہوں تو دے ڈالیے۔ رانی کیتکی کو ڈبیا میں سے تھوڑا سا بھبوت دیا۔ کئی دن تلک آنکھ مچول اپنے ماں باپ کے سامنے سہیلیوں کے ساتھ کھیلتی سب کو ہنساتی رہتی، جو سو سو تھال موتیوں کے نچھاور ہوا کئے کیا کہوں ایک چہل تھی جو کہئے تو کروڑوں پوتھیوں میں جیوں کے تیوں نہ آسکے۔

(رانی کیتکی کا چاہت سے بیکل ہو اچھرنا اور مدن بان کا ساتھ دینے سے نہیں کرنا)

ایک رات رانی کیتکی اسی دھیان میں اپنی مدن بان سے کہہ اٹھی اب میں نگوڑی لاج سے کٹ کرتی ہوں تو میرا ساتھ دے۔ مدن بان نے کہا کیوں کر، رانی کیتکی نے وہ بھبوت کا لینا اسے جتایا اور یہ سنایا سب یہ آنکھ مچول کی جھلیں میرے اسی دن کے لئے کر رکھیں تھیں۔ مدن بان کہنے لگی میرا کلیجہ تھرتھرانے لگا ارے یہ مانا تم اپنی آنکھوں میں اس بھبوت کا انجن کرلوگی اور میرے بھی لگا دوگی تو ہمیں تمھیں کوئی نہ دیکھے گا اور ہم تم سب کو دیکھیں گے، پر ایسے ہم کہاں سے جی چلے ہیں جو بن لئے ساتھ جوبن ساتھ بن بن بھٹکا کریں اور ہرنوں کے سینگوں میں دونوں ہاتھ ڈال کے لٹکا کریں اور جس کے لئے یہ سب کچھ ہے سو وہ کہاں اور ہو وے تو کیا جانے جو یہ رانی کیتکی جی اور یہ مدن بان نگوڑی نچی کھسوٹی ان کی سہیلی ہے۔ چولھے اور بھاڑ میں جائے یہ چاہت۔ جس کے لئے ماں باپ راج پاٹ سکھ نیند لاج کو چھوڑ کر ندی

کے کچھاڑوں میں پھرنا پڑے سوکھی بے ڈول جو وہ اپنی روپ
ہیں ہوتے تو بھلا تھوڑا بہت کچھ آسرا تھا۔ نہ جی یہ ہم سے
نہ ہوسکے گا، مہاراج جگت پرکاش اور مہارانی کام لتا کا
ہم جان بوجھ کر گھر اجاڑیں اور بہکا کے ان کی بیٹی جو اکلوتی
لاڈلی ہے اس کو لے جاویں اور جہاں تہاں اسے بھٹکا بناویں تی
کھلاویں اور اپنے چونڈے کو ہلاویں۔ اے جی اس دن تمہیں
یہ بوجھ نہ آئی تھی جب تمہارے اور اس کے ماں باپ میں
لڑائی ہورہی تھی۔ اس نے اس مالن کے ہاتھ تمھیں لکھ بھیجا
تھا بھاگ چلیں تب تو اپنی منہ کی بیک سے اس کی چٹھی کی
پیٹھ پر جو لکھا تھا سو کیا بھول گئی۔ تب تو وہ تاؤ بھاؤ دکھایا
تھا اب جو وہ کنور اودے بھان اور ان کے ماباپ تینوں
جنے بن بن کے ہرن ہرنی بنے ہوئے کیا جانئے کدھر ہوگئے
کہ ان کی دھیان پر وہ کر بیٹھی جو کسی نے تمہارے گھرانے بھر
میں نہیں کی اس بات پر ماٹی ڈال دو نہیں تو پچھتاؤگی اور
اپنا کیا پاؤگی۔ مجھ سے تو کچھ نہ ہوسکے گا۔ تمہاری کچھ اچھی بات
ہوتی ہو تو جیتے جی میرے منہ سے نہ نکلتی پر یہ بات میرے
پیٹ میں نہیں پچ سکتی۔ تم ابھی الھڑ ہو تم نے کچھ دیکھا نہیں

جو اسی بات پر تمھیں سچ مچ ڈھلتا دیکھوں گی تو تمھارے ماباپ سے کہہ کر وہ بھبوت جو موا نگوڑا بھوت مچھندر کا پوت اودھوت دے گیا ہے ہاتھ مڑدڑوا کے چھنوا لوں گی۔ رانی کیتکی نے یہ رکھائیاں مدن بان کی سُنکر ہنس کے ٹال دیا اور کہا جس کا جی ہاتھ میں نہ ہو وہ ایسی ایسی لاکھوں سوچتی ہے پر کہنے اور کرنے سے بہت سا پھیر ہے' یہ بھلا کوئی اندھیر ہے' جو ماں باپ کو چھوڑ ہرنوں کے لئے پڑی دوڑتی پھروں پر اری تو بڑی باولی چڑیا ہے جو تو نے یہ بات ٹھیک ٹھاک کر جان لی اور مجھ سے لڑنے لگی۔

(رانی کیتکی کا بھبوت آنکھوں میں لگا کر گھر سے باہر نکل جانا اور سب چھوٹے بڑوں کا تلملانا)

دس پندرہ دن پیچھے ایک رات رانی کیتکی بِن کہے مدن بان کے وہ بھبوت آنکھوں میں لگا کر گھر سے باہر نکل گئی اور کچھ کہنے میں نہیں آتا جو ماں باپ پر ہوئی۔ یہ بات ٹھہرادی گرو جی نے کچھ سمجھ کر رانی کیتکی کو اپنے

پاس بلا لیا ہوگا۔ مہاراجہ جگت پرکاس اور مہارانی کام لتا
راج پاٹ سب کچھ اس بروگ میں چھوڑ چھاڑ ایک پہاڑ کی
چوٹی پر جا بیٹھے اور کسی کو اپنے لوگوں میں سے راج تھامنے
کے لئے چھوڑ آئے۔ تب مدن بان نے وہ سب باتیں کھولیاں
رانی کیتکی کے ماں باپ نے یہ کہا اری مدن بان جو تو بھی
اس کے ساتھ ہوتی تو کچھ ہمارا جی ٹھہرتا۔ اب جو وہ تجھے
لے جائیں تو، تو کچھ ہچر مچر نہ کیجیو' ان کے ساتھ ہو لیجیو۔
جتنا بھبوت ہے تو اپنے پاس رکھ ہم کیا اس راکھ کو
چولھے میں ڈالیں گے، گروجی نے تو دونوں راجوں کا کھونچ
کھو دیا۔ کنور اودے بھان اور اس کے ماں باپ دونوں
بے ٹھور رہے اور جگت پرکاس اور کام لتا کو یوں تلپٹ
کیا۔ بھبوت نہ ہوتا تو یہ باتیں کاہے کو سامنے آتیں۔ ندان
مدن بان بھی ان کے ڈھونڈھنے کو نکلی' انجن لگائے ہوئے
کیتکی' رانی کیتکی' کہتی ہوئی چلی جاتی تھی۔ بہت دنوں
پیچھے کہیں رانی کیتکی بھی ہرنوں کی ڈاروں میں اودے
بھان' اودے بھان چنگھاڑتی ہوئی آنکلی جو ایک نے
ایک کو تاڑ کر یوں پکارا اپنی اپنی آنکھیں دھو ڈالو' ایک

ڈبرے پر بیٹھ کر دونوں کی مٹ بھیڑ ہوئی، گلے مل کے ایسی روئیاں جو پہاڑوں میں کوک سی پڑ گئی۔

دوہا اپنی بولی کا

چھا گئی ٹھنڈی سانس جھاڑوں میں
پڑ گئی کوک سی پہاڑوں میں

دونوں جنیاں ایک ٹیلے پر اچھی سی چھاں تاڑ کے آ بیٹھیاں اپنی اپنی باتیں دہرانے لگیں۔

(بات چیت رانی کیتکی کی مدن بان سے)

رانی کیتکی نے اپنی بیتی سب کہی اور مدن بان وہی اگلا جھینکنا جھینکا کی اور ان کے ماں باپ نے ان کے لئے جو جوگ سادھا اور جو بروگ لیا تھا سب کہا۔ جب مدن بان یہ سب کہہ چکی تو پھر ہنسنے لگی۔ رانی کیتکی یہ دوہا لگی پڑھنے ــــ

ہم نہیں ہنسنے کو رکتے جس کا جی چاہے ہنسے
ہے وہی اپنی کہاوت آ پھنسے جو آ پھنسے

اب تو اپنے پیچھے سارا جھگڑا جھانٹا لگ گیا
پاؤں کا کیا ڈھونڈھتی ہے جی میں کانٹا لگ گیا

مدن بان کچھ رانی کیتکی کے آنسو پونچھتے سے چلی۔ ان نے یہ بات ٹھہرائی جو تم کہیں ٹھہرو تو میں تمھارے اُجڑے ہوئے ماں باپ کو چپ چاپ یہیں لے آؤں اور انھیں سے یہ بات ٹھہراؤں۔ گسائیں مہندر گر جس کے یہ سب کرتوت ہیں وہ بھی انہیں دونوں اجڑے ہوؤں کی مٹھی میں ہے۔ اب بھی جو میرا کہا تمھارے دھیان چڑھے تو گئے ہوئے دن پھر پھر سکتے ہیں، پر تمھاری کچھ بھاویں نہیں، ہم کیا پڑے بکتے ہیں۔ میں اس پر بیڑا اٹھاتی ہوں۔ بہت دنوں میں رانی کیتکی نے اس پر اچھا کہا اور مدن بان کو اپنے ماں باپ کے پاس بھیجا اور چٹھی اپنے ہاتھ سے لکھ بھیجی جو آپ سے کچھ ہو سکے تو اس جوگی سے یہ ٹھہرا کے آویں۔

(مہاراج اور مہارانی کے پاس مدن بان کا پھر آنا اور چت چاہی بات کا سُنانا)

مدن بان رانی کیتکی کو چھوڑ کر راجہ جگت پرکاس اور رانی

کام لتا جس پہاڑ پر بیٹھے ہوے تھے وہاں جھٹ سے آدیس
کرکے آ کھڑی ہوتی ہے اور کہتی ہے لیجئے آپ کا گھر نئے
سر سے بسا اور اچھے دن آے رانی کیتکی کا ایک بال بھی
بیکا نہ ہوا، انھیں کے ہاتھ کی یہ چٹھی لائی ہوں آپ
پڑھ لیجئے آگے سو چاہے سو کیجئے۔ مہاراج نے اسی بگھمبر
میں سے ایک رونگٹا توڑ کر آگ پر دھر دیا۔ بات کی بات
میں گسائیں مہندر گر آ پہنچے اور جو کچھ یہ نیا سانگ جوگی اور
جوگن کا آیا تھا آنکھوں دیکھا۔ سب کو چھاتی سے لگایا اور
کہا بگھمبر اسی لئے میں سونپ گیا تھا جو تم پر کچھ ہووے تو
اس کا ایک رونگٹا پھونک دیجیو۔ تمہارے گھر کی یہ گت
ہوگئی اب تک تم کیا کر رہے تھے اور کن نیندوں سو رہے
تھے۔ پر تم کیا کرو وہ کھلاڑی جو روپ چاہے سو دیکھاوے،
جو جو ناچ چاہے سو نچاوے، بھبوت لڑکی کو کیا دینا تھا
ہرن ہرنی اودے بھان اور سورج بھان اس کے باپ
کو اور لچھمی باس کو یہ میں نے کیا تھا، میرے آگے ان تینوں کو
جیسے کا تیسا کرنا کچھ بڑی بات نہ تھی۔ اچھا، ہوئی، سو ہوئی،
اب چلو اٹھو، اپنے راج پر براجو اور بیاہ کا ٹھاٹھ کرو۔ اب

تم اپنی بیٹی کو سمیٹو، کنور اودے بھان کو میں نے اپنا بیٹا کیا اور اس کو بے کے ہیں بیاہنے چڑھوں گا۔ مہاراج یہ سنتے ہی اپنے راج کی گدی پر آبیٹھے اور اسی گھڑی کہہ دیا سارے چھتوں کو اور کوٹھوں کو گوٹے سے منڈھ لو اور سونے روپیے کے روپہلے سنہرے سب جھاڑ اور پہاڑوں پر باندھ دو اور پیڑوں میں موتی کی لڑیاں گوندھو اور کہہ دو چالیس دن چالیس رات تک جس گھر ناچ آٹھ پہر نہ رہے گا اس گھر والے سے میں روٹھ رہوں گا اور جانوں گا یہ میرے دکھ سکھ کا ساتھی نہیں۔ چھ مہینے جو کوئی چلنے والا کہیں نہ ٹھہرے اور رات دن چلا جائے اس ہیر پھیر میں وہ راج سب کہیں تھا یہی ڈول ہو گیا۔

(جانا مہاراج اور مہارانی اور گسائیں مہندر گر کا رانی کیتکی کے لینے کے لئے)

پھر گرو جی اور مہاراج اور مہارانی، مدن بان کے ساتھ وہاں آپہنچے جہاں رانی کیتکی چپ چاپ سن کھینچے بیٹھی تھی۔ گرو جی نے رانی کیتکی کو اپنے گود میں لے کے کنور اودے بھان کا

چڑھاوا چڑھا دیا اور کہا تم اپنے ماں باپ کے ساتھ
اپنے گھر سدھارو، اب میں اپنے بیٹے کنور اودے بھان
کو لیے آتا ہوں۔ گروجی گسائیں جن کو ڈنڈوت ہے سو تو
یوں سدھارتے ہیں آئے جو ہو گی سو کہنے میں آوے گی۔
یہاں کی یہ دھوم دھام اور پھیلاوا دھیان کیجیے۔ مہاراجہ
جگت پرکاس نے اپنے سارے دیس میں کہا یہ پکار دیں
جو یہ نہ کرے گا اس کی بُری گت ہو گی۔ گانو میں آمنے
سامنے ترلو لیے بنا بنا کے سوہے کپڑے ان پر لگا دو
اور گوٹ دھنک کی اور گوکھرو روپہلی سنہری اور کرنیں اور
ڈانک ٹانک رکھو اور جتنے بڑھ پیپل کے پرانے
پرانے پیڑ جہاں ہوں ان پر گوٹوں کے گچھوں
کے سہرے ہرے بھرے ایسے جن میں سر سے لگا جڑ تک
ان کی ٹھلک اور جھلک پہونچے باندھ دو۔ پودوں نے
رنگا کے سوہے جوڑے پہنے، سو پاتوں ڈالیوں نے
توڑے پہنے، بوٹی بوٹی نے پھول پھل کے گہنے، جو بہت نہ
تھے تو تھوڑے پہنے، جتنے ڈھنڈھے تھے اور ہریاول میں
لہلہے پات تھے اپنے ہاتھ میں مہندی کی چاوٹ

سجاوٹ کے ساتھ جتنی سماوٹ میں سما سکی کرلی اور جہاں
تک نول بیاہی دلہن ننھی ننھی پھلیوں کے اور سہاگنیں
نئی نئی کلیوں کے جوڑے پنکھڑیوں کے پہنے ہوئی تھیں،
سب نے اپنی اپنی گود سہاگ پیار کے پھول اور پھلوں
سے بھر لی اور تین برس کا پیسا جو لوگ دیا کرتے تھے
اس راجہ کے راج بھر میں جس جس ڈھب سے ہو کھیتی
باڑی کر کے، ہل جوت کے اور کپڑا لتّا بیچ کھوچ کے، سو
سب ان کو چھوڑ دیا۔ اپنے گھروں میں بناؤ کے ٹھاٹھ کریں
اور جتنے راج بھر میں کوئیں تھے کھنڈسالوں کی کھنڈسالیں
لے جا ان میں اونڈیلیں گئیں اور سارے بنوں میں اور پہاڑ
تلیوں میں لالٹینوں کی بہار جھم جھماہٹ راتوں کو دکھائی
دینے لگے اور جتنی جھیلیں تھیں ان سب میں کسم اور ٹیسو
اور ہارسنگار تیر گیا اور کیسری بھی تھوڑی گھولنے
میں آگئی اور پھننگ سے لگا جڑ تک جتنے جھاڑ جھنکاڑوں
میں پتے اور پتوں کے بندھے چھوٹے تھے ان میں روپہلے
سنہرے ڈانک گوند لگا لگا کے چپکا دیے اور کہہ دیا گیا جو
سوہی پگڑی اور سوہے باگے بن کوئی کسی ڈول کسی روپ

سے نہ پھیرے چلے اور جتنے گوئے نچوئے بھانڈ بھگتیے، ڈہاڈی، راس ہاری اور سنگیت ناچتے ہوئے ہوں سب کو کہہ دیا، جن جن گانوں میں جہاں جہاں ہوں اپنے اپنے ٹھکانوں سے نکل کر اچھے اچھے بچھونے بچھا کر گاتے بجاتے دھومیں مچاتے ناچتے کودتے رہا کریں۔

(ڈھونڈھنا گوسائیں مہندر گر کا کنور اودے بھان اور اُس کے ماں باپ کو اور نہ پانا اور بہت سا تلملانا اور راجہ اندر کا اس کی چٹھی پڑھ کے آنا)

یہاں کی بات اور چہلیں جو کچھ ہیں سو یہیں رہنے دو۔ اب آگے یہ سنو۔ جوگی مہندر گر اور اس کے نوّے لاکھ اتیتوں نے سارے بن کے بن چھان مارے، کہیں کنور اودے بھان اور اس کے ماں باپ کا ٹھکانا نہ لگا، تب ان نے راجہ اندر کو چٹھی لکھ بھیجی۔ اس چٹھی میں یہ لکھا ہوا تھا۔ تینوں جنوں کو میں نے ہرن اور ہرنی کر ڈالا تھا اب ان کو ڈھونڈھتا پھرتا ہوں کہیں نہیں ملتے اور میری جتنی سکت تھی اپنے سے کر چکا ہوں اور اب میرے

منہ سے نکلا کنور اودے بھان میرا بیٹا اور ہیں اس کا باپ سسرال میں سب بیاہ کے ٹھاٹھ ہو رہے ہیں۔ اب مجھ پر بپت گاڑہ ہے جو تم سے ہو سکے سو کرو۔ راجہ اندر گرو جھندر گر کو دیکھنے کو سب اندر اسن سمیت آن پہنچتا ہے اور کہتا ہے جیسا آپ کا بیٹا ویسا میرا بیٹا۔ آپ کے ساتھ میں سارے اندر لوک کو سمیٹ کے کنور اودے بھان کو بیاہنے چڑھوں گا۔ گسائیں جھندر گر نے راجہ اندر سے کہا ہماری آپ کی ایک ہی بات ہے پر کچھ ایسی سوجھائیے جس میں وہ اودے بھان ہاتھ آ دیں یہاں جتنے گویئے اور گائنیں ہیں ان سب کو ساتھ لے کے ہم اور آپ سارے بنوں میں پھریں کہیں نہ کہیں ٹھکانا لگ جائے گا۔

(ہرن اور ہرنیوں کے کھیل کا بگڑنا اور نئے سر سے کنور اودے بھان کا روپ پکڑنا)

ایک رات راجہ اندر اور گوسائیں جھندر گر نکھری ہوئی چاندنی میں بیٹھے راگ سن رہے تھے۔ کروڑوں ہرن آس پاس ان کے راگ کے دھیان میں چوکڑی بھولے

سر جھکائے کھڑے تھے۔ اس میں راجہ اندر نے کہا کہ سب
ہرنوں پر پڑھ کے میری سنگت گرو کے بھگت بھرو منتر
ایسری باچا، ایک ایک چھینٹا پانی کا دو۔ کیا جانے وہ پانی
کیا تھا پانی کے چھینٹے کے ساتھ ہی کنور اودے بھان اور
ان کے ماں باپ تینوں جتنے ہرنوں کا روپ چھوڑ کر جیسے
تھے ویسے ہو جاتے ہیں۔ تہندر گر اور راجہ اندر ان تینوں کو
گلے لگاتے ہیں اور پاس اپنے بڑی آؤ بھگت سے بٹھاتے
ہیں اور وہی پانی کا گھڑا اپنے لوگوں کو دے کر وہاں پہنچوا
دیتے ہیں جہاں سر منڈواتے ہی اودے پڑے تھے۔ راجہ
اندر کے لوگ جو پانی کے چھینٹے وہی ایسری باچ پڑھ کے
دیتے ہیں جو جو مر مٹے تھے سب اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور
جو جو ادھموے ہو کے بھاگ بچے تھے سب سمٹ آتے ہیں
راجہ اندر اور تہندر گر کنور اودے بھان اور راجہ سورج
بھان اور رانی لچھمی باس کو لے کر ایک اڑن کھٹولے پر
بیٹھ کر بڑی دھوم دھام سے ان کے اپنے راج پر بیٹھا کر
بیاہ کے ٹھاٹھ کرتے ہیں، بنسیرلیں ہیرے موتی ان سب پر
نچھاور ہوتے ہیں۔ راجہ سورج بھان اور اودے بھان

اور ان کی ماں رانی لچھمی باس چت چاہی آس پاکر پھولے
اپنے آپ میں نہیں سماتے اور سارے اپنے راج کو یہی کہتے
جاتے ہیں جو نرے بھونرے کے منہ کھول دو اور جس جس کو
جو جو اکت سوجھے بول دو۔ آج کے دن سے اور کون سا
دن ہوگا ہماری آنکھوں کی پتلیوں کا جس سے چین ہے
اس لاڈلے اکلوتے کا بیاہ اور ہم تینوں کا ہر لون کے
روپ سے نکل کر پھر راج پر بیٹھنا۔ پہلے تو یہ چاہیئے جن جن
کی بیٹیاں بن بیاہیاں کنواریاں بالیاں ہوں ان سب کو
اتنا کر دو کہ جو اپنی جس جس چاو چوچلے سے چاہیں اپنی اپنی
گڑیاں سنوار کے اٹھا دیں اور جب تلک جیتی رہیں ہمارے یہاں
سے کھایا پیا لکا یا ریندھا کریں اور سب راج بھر کی بیٹیاں
سدا سہاگنیں بنی رہیں اور سوہے رالے چھٹ کبھی کوئی
کچھ نہ پہنا کریں اور سونے روپے کے کواڑ گنگا جمنی سب گھروں
میں لگ جائیں سب کوٹھوں کے ماتھے پر کیسر اور چندن کے
ٹیکے لگے ہوں اور جتنے پہاڑ ہمارے دیس میں ہوں اتنے
اتنے ہی روپے سونے کے پہاڑ آمنے سامنے کھڑے ہو جائیں
اور سب ڈانگوں کی چوٹیاں موتیوں کی مانگ سے بن مانگے

بھر جائیں اور پھولوں کے گہنے اور بندن واروں سے سب جھاڑ پہاڑ لدے پھندے رہیں اور اس راج سے لگا اس راج تک ادھر میں چھت باندھ دو چپا چپا کہیں نہ رہے جہاں بھیڑ بھڑ کا دھوم دھڑکا نہ ہونا چاہیئے۔ پھول اتنے بہت سارے کھنڈ جائیں جو ندیاں جیسی بیچ بیچ پھول کی بہتیاں ہیں یہ سمجھا جائے اور یہ ڈول کر دو جدھر سے دولھا کو بیاہنے چڑھیں سب لالڑی اور ہیرے اور پکھراج کی ادھر ادھر کنول کی ٹٹیاں بن جائیں اور کیاریاں سی ہو جائیں جن کے بیچوں بیچ سے ہو نکلیں اور کوئی ڈانگ اور پہاڑ تلی کا اتار چڑھاؤ ایسا دکھائی نہ دے جس کی گود پکھر دلوٹوں اور پھول پھلوں سے بھری بھتولی نہ ہو۔

(راجہ اندر کا ٹھاٹھ کرنا اودے بھان کے بیاھنے کیلئے)

راجہ اندر نے کہہ دیا وہ رنڈیاں چلبلیاں جو اپنے مدہ میں اڑ چلیاں ہیں ان سے کہہ دو سولہ سنگار بال بال گنج موتی پرو، اپنے اپنے اچرج اور اچنبھے کے اڑن کھٹولوں کے اس راج سے اس راج تک ادھر میں چھت میں باندھ دو، پر کچھ

ایسے روپ سے اوڑچلو جو اڑن کھٹولوں کی کیاریاں اور
پھلواریاں سی سیکڑوں کوس تک ہو جائیں اور اوپر ہی اوپر
مردنگ، بین جلترنگ، منہ چنگ، گھونگھرو، تبلے، گھٹ تال
اور سیکڑوں اس ڈھب کے انوکھے باجے بجتے آئیں اور
ان کیاریوں کے بیچ میں ہیرے پکھراج ان بندھے موتیوں
کے جھاڑ اور لال ٹینوں کی بھیڑ بھاڑ کی جھم جھماہٹ دکھائی
دے اور انھیں لال ٹینوں میں سے ہتھپول، پھلجھڑیاں جاہی
جوہیاں، کدم، گیندا، چنبیلی اس ڈھب سے چھوٹے کہ دیکھتوں
کی چھاتیوں کے کواڑ کھل جائیں اور پٹاخے جو اچھل اچھل
کے پھوٹیں ان میں سے ہنستی سپاری اور بولتے پکھروٹے
ڈھل ڈھل پڑیں اور جب تم سب کو ہنسی آوے تو چاہیے
اس ہنسی کے ساتھ موتی کی لڑیاں جھڑیں جو سب کے سب
ان کو چن چن کے راج راجے ہو جاویں۔ ڈومنیوں کے روپ
میں سارنگیاں چھیڑ چھیڑ سوہیلے گاؤ، دونوں ہاتھ ہلاؤ، انگلیاں
نچاؤ جو کسی نے نہ سنے ہوں وہ تاؤ بھاؤ آؤ جاؤ راؤ چاؤ
دکھاؤ۔ ٹھڈیاں گپکپاؤ اور ناک بھویں تان تان بھاؤ بتاؤ۔
کوئی پھوٹ کر رہ نہ جاؤ۔ ایسا بھاؤ جو لاکھوں برس میں ہوتا ہے

جو جو راجہ اندر نے اپنے منہ سے نکالا تھا آنکھ کے جھپک کے ساتھ وہی ہونے لگا اور جو کچھ ان دونوں مہاراجوں نے ادھر اودھر کہہ دیا تھا سب کچھ اسی روپ سے ٹھیک ٹھاک ہوگیا۔ جب بیاہ ہونے کی یہ کچھ پھیلاوٹ اور جماوٹ اور رچاوٹ اوپر تلے اس جمگھٹے کے ساتھ ہوکہ اس کا اور کچھ پھیلاوا کیا کچھ ہوگا یہ دھیان کرلو۔

(ٹھاٹھ گسائیں مہندر گر کا)

جب کنور اودے بھان اس روپ سے بیاہنے چڑھے اور وہ باہمن جو اندھیری کوٹھری میں موندا ہوا تھا اس کو بھی ساتھ لے لیا اور بہت سے ہاتھ جوڑے اور کہا باہمن دیوتا ہمارے کہنے سننے پر نہ جاؤ، تمھاری جو ریت ہوتی چلی آئی ہے بتاتے چلو۔ ایک اُڑن کھٹولے پر وہ بھی ریت بتانے کو ساتھ ہوا۔ راجہ اندر اور گسائیں مہندر گر ایراوت ہاتھی پر جھومتے جھامتے دیکھتے بھالتے سارا اکھاڑا لئے چلے جاتے تھے۔ راجہ سورج بھان دولہے کے گھوڑے کے ساتھ مالا جپتا ہوا پیدل تھا۔ اتنے

HARDAYAL PUBLIC LIBRARY, DELHI.

میں ایک سناٹا ہوا سب گھبرا گئے۔ اس سناٹے میں
سے وہ جو جوگی کے لونے لاکھ اتیت بنے تھے سب کے سب
جوگی بنے ہوئے موتیوں کی لڑیوں کی سیلی گلے میں ڈالے
گاتیاں اسی ڈھب کی باندھے، مرگ چھالوں اور بگھمبر دل
پر آ ٹپکے۔ انہوں کے جیون میں جتنی امنگیں چھا رہی تھیں
وہ چوگنی پچگنی ہوگئیں۔ سکھپال اور چنڈولوں پر اور رتھوں
پر جتنی رانیاں مہارانی لچھمی باس کے پیچھے چلی آتی تھیں
سب کو گدگدایاں سی ہونے لگیں۔ اس میں کہیں بھرتری
کا سانگ آیا، کہیں جوگی جے پال آکھڑے ہوئے، کہیں
مہادیو جی اور پاربتی جی دکھائی پڑے، کہیں گورکھ جاگے
کہیں مچھندر ناتھ بھاگے، کہیں مچھ، کچھ، براہے سنمکھ ہوئے
کہیں پرسرام، کہیں باون روپ کہیں ہرناکس اور نرسنگھ،
کہیں رام لچھمن سیتا سامنے آئے، کہیں راون اور لنکا
کا بکھیڑا سارے کا سارا دکھائی دینے لگا، کہیں کنھیا جی
کا جنم اشٹمی ہونا اور باسدیو کا گوکل لے جانا اور ان کا
اس روپ سے بڑھ چلنا اور گائیں چرانی اور مورلی بجانی
اور گوپیوں سے دھومیں مچانی اور رادھا کا رس کبجا کا

HARDAYAL PUBLIC LIBRARY, DELHI.
Acc. No. 120882 25

بس کر لینا، کہیں بنسی بٹ، چیر گھاٹ، بندرابن، کریل
ی کنج، بندرابن سیوا کنج برسانے میں رہنا اور اس
لنہیا سے جو جو کچھ ہوا تھا سب کا سب جیوں کا تیوں
نکھوں میں آنا اور دوارکا میں جانا اور وہیں سونے کے
ھر بنانا اور پھر برج کو نہ آنا اور سولہ سو گوپیوں کا تلملانا
سامنے آگیا۔ ان گوپیوں میں سے ادھو کا ہاتھ پکڑ کر ایک
وپی کے اس کہنے نے سب کو رولا دیا جو اس ڈھب
سے بول کے روندھے ہوئے جی کو کھولتی تھی۔

کبت

نب جھانڑ کریل کی کنجن کوں ہری دوارکا جیوماں جائے بسے
لدھوت کے دھام بنائے گہنے مہاراجن کے مہاراج بھئے
تج مور مکٹ اور کامریا کچھو اور ہی ناتے جور لیئے
ھرے روپ نئے کئے نیہہ نئے اور گیاں حرائیو بھول گئے

اچھا پنا گھاٹوں کا

جتنے گھاٹ دونوں راج کی ندیوں میں تھے کچی چاندی کے

تھکے سے ہوکر لوگوں کو ہکا بکا کر رہے تھے۔ لوا رڑے بھولے بجرے، بچکلے، مور پنکھی، سونا مکھی، سیام سندر، رام سندر اور جتنی ڈھب کی ناویں تھیں ستھرے روپ سے سجی سجائی کسی کسائی سو سو جگہیں کھاتیاں آتیاں جاتیاں لہراتیاں بڑی پھرتیاں تھیں۔ ان سب پر یہی گویئے، کنچنیاں، رام جنیاں ڈومنیاں، کھچا کھچ بھری اپنے اپنے کرتب میں ناچتی، گاتی بجاتی، کودتی پھاندتی، دھومیں مچاتیاں، انگڑائیاں، جمہائیاں انکھیاں نچاتیاں، اور ڈھلی پھرتیاں تھیں اور کوئی ناؤ ایسی نہ تھی جو سونے روپے کے پتروں سے منڈی ہوئی اور اساوری سے ڈھکی ہوئی نہ ہو اور بہت سی ناؤں پر ہنڈولے بھی اسی ڈھب کے، ان پر گائنیں بیٹھی جھولتی ہوئیں سوہلے کدارے اور باگیسری کانھڑے میں گا رہی تھیں۔ دل بادل ایسے تنبوؤں کے سب جھیلوں میں بھی چھا رہے تھے۔

(آپہنچنا کنور اودے بھان کا بیاہنے کے ٹھاٹھ کے ساتھ دلہن کی ڈیوڑھی پر)

اس دھوم دھام کے ساتھ کنور اودے بھان سہرا باندھے

جب دلہن کے گھر تلک آن پہنچا اور جو ریتیں ان کے گھرانے میں ہوتی چلی آتیاں تھیں ہونے لگیں، مدن بان رانی کیتکی سے ٹھٹھولی کرکے بولی "اب سکھ سمیٹئے بھر بھر جھولی، سر نہوڑائے کیا بیٹھی ہو، آؤ نہ ٹک ہم تم مل کے جھروکوں سے انہیں جھانکیں"۔ رانی کیتکی نے کہا "اری ایسی نچی باتیں ہم سے نہ کر، ایسی ہمیں کیا پڑی جو اس گھڑی ایسی کڑی جھیل کر ریل پیل میں اٹھیں اور ریل پیل میں بھری ہوئی ان کے جھانکنے کو جا کھڑی ہوں۔ مدن بان اس رکھائی کو اوٹن گھائی کے انٹیوں میں کر بولی۔ دوہے اپنی بولی میں ــــ

دوہا

یوں تو دیکھو واچھڑے جی واچھڑے
ہم سے اب آنے لگیں ہیں آپ یہ جھرسے کڑے
چھان مارے بن کے بن تھے آپ نے جن کے لئے
وہ ہرن جوبن کے مدہ میں ہیں بنے دولہا کھڑے
تم نہ جاؤ دیکھنے کو جو انہیں، کچھ بات ہے
جھانکتے اس دھیان میں ہیں ان کو سب چھوٹے بڑے

ہے کہاوت "جی کو بھاوے یوں ہی پر منڈیا ہلائے"
لے چلیں گے آپ کو ہم ہیں اسی دھن پر اڑے
سانس ٹھنڈی بھر کے رانی کیتکی بولی کہ سچ
سب تو اچھا کچھ ہوا پر اب بکھیڑے ہیں پڑے

(واری پھیری ہونا مدن بان کا رانی کیتکی پر اور اسکی باس کا سونگھنا اور اندیرپن سے اونگھنا)

اس گھڑی کچھ مدن بان کو رانی کیتکی کے مانجھے کا جوڑا اور بھینا بھیناپن اور انکھڑیوں کا لجانا اور بکھرا بکھرا جانا بھلا لگ گیا تو رانی کیتکی کی باس سونگھنے لگی اور اپنی آنکھوں کو ایسا کرلیا جیسے کوئی کسی کو اونگھنی لگتی ہے سر سے لگا پاؤں تک واری پھیری ہو کے تلوے سہلانے لگی، رانی کیتکی جھوٹ سے دھیمے سے ہنس کے لچکے کے ساتھ اٹھی۔ مدن بان بولی میرے ہاتھ کے ٹھوکے سے وہ ہی پانو کا چھالا دکھ گیا ہوگا جو ہرنوں کی ڈھونڈا ڈھونڈھ میں پڑ گیا تھا اتنی دکھتی چٹکی کی چوٹ سے مسوس کر رانی کیتکی نے کہا کہ ناٹا اڑا تو اڑا اور چھالا پڑا تو پڑا پر نگوڑی تو کیوں میرا پچھالا ہوئی۔

(سراہنا رانی کیتکی کے جوبن کا)

رانی کیتکی کا بھلا لگنا لکھنے پڑھنے سے باہر ہے۔ وہ دونوں بھوؤں کی کھچاوٹ اور پتلیوں میں لاج کی سماوٹ اور نکیلی پلکوں کے رونداہٹ اور ہنسی کی لگاوٹ، دنتڑیوں میں مسیوں کے اوداہٹ اور اتنی سی رکاوٹ سے ناک اور تیوری چڑھا لینا اور سہیلیوں کا گالیاں دینا اور چل نکلنا اور ہرنیوں کے روپ سے کرچھالیں مار پرے اوچھلنا کچھ کہنے میں نہیں آتا۔

(سراہنا کنورجی کے جوبن کا)

کنور اودے بھان کے اچھے پن میں کچھ چل نکلنا کسی سے ہو نہ سکے۔ ہائے رے! ان کی اوبھار کے دنوں کا سہانا پن اور چال ڈھال کا اچھن بچھن، اٹھتی ہوئی کونپل کی پھبن اور مکھڑے کا گدرایا ہوا جوبن جیسے بڑے تڑکے ہرے بھرے پہاڑوں کی گود سورج کی کرن نکل آتی ہے۔ یہی روپ تھا ان کی بھیگتی مسوں سے رس کا ٹپکا پڑنا اور اپنی پرچھائیں

دیکھ کر اکڑنا۔ جہاں تہاں چھانہہ اس کا ڈول ٹھیک ٹھاک، ان کے پانوں تلے جیسے دھوپ تھی۔

(دولہا اودے بھان کا سنگاسن پر بیٹھنا)

دولہا اودے بھان سنگاسن پر بیٹھا، ادھر ادھر راجہ اندر اور جوگی مہندر گرجم گئے۔ دولہ کا باپ اپنے بیٹے کے پیچھے مالا لئے کچھ کچھ گنگنانے لگا اور ناچ لگا ہونے اور ادھر میں جو اوڑن کھٹولے اندر کے اکھاڑے کے تھے سب کے سب اس روپ سے چھت باندھے ہوئے ٹھٹر گئے۔ مہارانیاں دونوں سمدھنیں آپس میں ملیاں جلیاں اور دیکھنے دلکھنے کو کوٹھوں پر چندن کے کواڑوں کے اڑتلوں میں آبیٹھیاں۔ سانگ سنگیت بھنڈ تال رہس ہونے لگا۔ جتنے راگ اور راگنیاں تھیں یمن کلیان، جھنجوٹی، کانڑا، کھماج، سوھنی، پرج، بہاگ، سوھرٹ، کالنگڑا، بھیرویں، کھٹ للت، بھیروں روپ پکڑے ہوئے سچ مچ کے جیسے گانے والے ہوتے ہیں اسی روپ سے اپنے اپنے سمے پر گانے لگے اور گانے لگیاں۔ اس ناچ کا جو بھاؤ تاؤ رچاوٹ

کے ساتھ ہوا کس کا منہ جو کہہ سکے، جتنے وہاں کے سکھ چین کے گھر تھے مادھو بلاس، رس دھام، کشن نواس، مچھی بھون، چندر بھون سب کے سب لپتے سے لپٹی اور سچے موتیوں کے جھالریں اپنی اپنی گانٹھ میں سمیٹے ہوئے ایک پھبن کے ساتھ متوالوں کے روپ میں جھوم جھوم بیٹھنے والوں کے منہ چوم رہے تھے۔ بیچوں بیچ ان سب گھروں کے ایک آرسی دھام بنایا تھا۔ جس کی چھت اور کواڑ اور آنگن میں آرسی چھٹ لکڑی اینٹ پتھر کے بُٹ، ایک انگلی کے پورے بھر نہ تھی۔ جالی کا جوڑا پہنے ہوئے جو دھوئیں رات جب گھڑی چھ ایک رہ گئی، تب رانی کیتکی سی دلہن کو اس آرسی بھون میں بیٹھا کر دولہ کو بلا بھیجا۔ کنور اودے بھان کنہیا بنا ہوا سر پر مکٹ دھرے سہرا باندھے اسی تڑاوے اور جمگھٹ کے ساتھ چاند سا مکھڑا لئے جا پہنچا۔ جس جس ڈھب سے باہمن اور پنڈت کہتے گئے اور جو مہاراجوں میں ریتیں چلی آتیاں تھیں اسی ڈول سے اسی روپ سے بھونری گٹھ جوڑا سب کچھ ہو لیا۔

دوہے اپنی بولی کے

اب اودے بھان اور رانی کیتکی دونوں ملے
آس کے جو پھول کملائے ہوئے تھے پھر کھلے
چین ہوتا ہی نہ تھا جس ایک کو اس ایک بن
رہنے سہنے سو لگے آپس میں اپنے رات دن
اے کھلاڑی یہ بہت تھا کچھ نہیں تھوڑا ہوا
آن کر آپس میں جو دونوں کا گٹھ جوڑا ہوا
چاہ کے ڈوبے ہوئے اے میرے داتا سب ترین
دن پھرے جیسے انھوں کے ایسے اپنے دن پھریں

وے اڑن کھٹولے والیاں جو ادھر میں جھت باندھے ہوئے تھرک رہی تھیں بھر بھر جھولیاں اور مٹھیاں ہیرے اور موتیوں سے نچھاور کرنے کے لئے اتر آئیاں، اور اڑن کھٹولے ہیوں کے توں ادھر میں چھت باندھے ہوئے کھڑے رہے۔ دولہا دلہن پر سے سات سات واری پھیرے ہوتے ہیں پس پس گیاں اور ان سبھوں کو ایک ہچکی سی لگ گئی۔ راجہ اندر نے دلہن کی منہ دکھائی میں ایک ہیرے کا

اکڈال چھپر کھٹ اور ایک پیڑھی پکھراج کی دی اور ایک پارجات کا پودھا جس سے جو مانگے سو ہی ملے، دلہن کے سامنے لگا دیا اور ایک کام دھین گائے کی پٹھیا بھی اس کے نیچے باندھ دی اور اکیس لونڈیاں انہیں اوڑن کھٹولے والیوں سے جن کے اچھی سے اچھی ستھری گاتی بجاتیاں، سیتی پروتیاں، سگھڑ سے سگھڑ سونپیں اور انھیں کہہ دیا "رانی کیتکی چھٹ ان کے دولہ سے کچھ بات چیت نہ رکھیو، تمھارے کان پہلے سے مروڑے دیتا ہوں، نہیں تو سب کی سب پتھر کی مورتیں بن جاؤگی اور اپنا کیا آپ پاؤگی"۔ اور گسائیں مہندر گرو جی نے باون تولے پاؤ رتی جو سنتے ہیں اس کے اکیس ٹکے آگے رکھ کے کہا "یہ بھی ایک کھیل ہے جب چاہیے تو بہت سا تانبا گلا کے ایک اتنی سی اس کی چھوڑ دیجئے گا کنچن ہو جائے گا"۔ اور جوگی نے یہ سبھوں سے کہہ دیا جو لوگ ان کے بیاہ میں جاگے ہیں ان کے گھروں میں چالیس دن رات سونے کی ٹڈلیوں کے روپ میں مینہ برسیں اور جب تک جئیں کسی بات کو پھر نہ ترسیں نولاکھ ننانوے گائیں سونے روپے کی سنگھوٹیوں کی جڑاؤ

گہنا پہنے ہوئے، گھنگرو، جھنجھناتیاں، بانھنوں کو دان ہوئیں اور سات برس کا پیسا سارے راج کو چھوڑ دیا۔ بائیس سے ہاتھی اور چھتیس سے اونٹ لدے ہوئے روپیوں کے لٹا دئے۔ کوئی اس بھیڑ بھاڑ میں دونوں راج کا رہنے والا ایسا نہ رہا جس کو گھوڑا جوڑا، روپیوں کا توڑا، سونے کی جڑاؤ کڑوں کی جوڑی نہ ملی ہو اور مدن بان چھٹ دولہ دلہن پاس کسی کا ہواؤ نہ تھا جو بن بلائے چلی جائے، بن بلائے دوڑی آئے تو وہی آئے اور ہنساوے تو وہی ہنسائے۔ رانی کیتکی کے چھیڑنے کو ان کے کنور اودے بھان کو کنور کنوراجی کہہ کے پکارتی تھی اور اسی بات کو سوسو روپے سے سنوارتی تھی۔

دوہے اپنی بولی کے

گھر بسا جس رات انھوں کا تب مدن بان اس گھڑی
کہہ گئی دولھہ دلہن کو ایسی سو باتیں کڑی
باس پاکر کیوڑے کی کیتکی کا جی کھلا
سچ ہے ان دونوں جنوں کو اب کسی کی کیا پڑی

 اصل اکا ہے

کیا نہ آئی لاج کچھ اپنے پرائے کی اجی
تھی ابھی اس بات کی ایسی ابھی کیا ہر بڑی

دلہن نے اپنے گھونگٹ سے کہا

جی میں آتا ہے ترے ہونٹوں کو مل ڈالوں ابھی
مل بے اے رنڈی ترے دانتوں کی مسی کی دھڑی

داستان
رانی کیتکی اور اودے بھان کی!

تجزیہ

اس داستان کا پلاٹ صرف اس قدر ہے کہ کنور اودے بھان شکار کھیلنے کے لئے نکلتے ہیں۔ جنگل میں ایک ہرن ان کو دکھائی دیتا ہے اس کے پیچھے گھوڑا چھوڑتے ہیں پیچھا کرتے کرتے شام ہو جاتی ہے۔ گھبرا کر ایک باغ میں پہنچتے ہیں جہاں کچھ مہہ جبین جھولا جھول رہی تھیں۔ ان کی شہزادی (رانی) کیتکی جو راجہ جگت پرکاش کی بیٹی تھی اس سے اودے بھان کو محبت ہو جاتی ہے اور وہ بھی اودے بھان کی خوبصورتی پر عاشق ہو جاتی ہے۔ جب اس محبت کی خبر اودے بھان کے والدین کو پہنچتی ہے تو وہ ایک بامھن کے ہاتھ اپنے بیٹے کا پیغام رانی کیتکی کے والدین کو بھیجتے ہیں۔ رانی کیتکی کے والدین اس پیغام سے آگ بگولا ہو جاتے اور

باہمن کو قید کر دیتے ہیں۔ اودے بھان کے والد سورج بھان کو جب یہ معلوم ہوتا ہے تو وہ اپنی تمام فوج لے کر جگت پرکاش پر حملہ کر دیتے ہیں۔ رانی کیتکی کے والد اس کا مقابلہ نہیں کر پاتے اور گھبرا کر اپنے گرو مہندر گر کو جو پہاڑ پر رہتا تھا بلا بھیجتے ہیں۔ وہ بہت غصہ ہوتا ہے اور معہ اپنے نوے لاکھ چیلوں کے آتا اور جادو کے زور سے اودے بھان، سورج بھان اور لچھمی باس کو ہرن ہرنی بنا کر جنگل میں چھوڑ دیتا ہے اور ان کی فوج کو پتھر کا بنا دیتا ہے۔ بعد اس کے وہ راجہ جگت پرکاش کو ایک بگھمبر دیتا ہے کہ وقت ضرورت اس کا ایک بال اکھاڑ کر آگ میں رکھنے سے میں مدد کو آؤں گا اور ایک قسم کا سفوف یا بھبھوت دیتا ہے جس کو آنکھ میں لگانے سے لگانے والا سب کو دیکھ سکتا ہے اور اس کو کوئی نہ دیکھ سکتا۔ رانی کیتکی کسی نہ کسی طرح تھوڑا سا بھبھوت حاصل کرتی ہے اور اس کو آنکھوں میں لگا کر اودے بھان کی تلاش میں نکل کھڑی ہوتی ہے اور جنگلوں کی خاک چھانتی ہے جگت پرکاش اپنی اکلوتی بیٹی کی جدائی سے بیکل ہو کر رانی کیتکی کی سہیلی مدن بان کو اس کی تلاش میں بھیجتے ہیں دونوں کی جنگل میں ملاقات ہوتی ہے اور رانی کیتکی اپنی محبت کا حال لکھ کر مدن بان کے ہاتھ اپنے والد کو بھیجتی ہے جگت پرکاش وہ چٹھی گرو مہندر گر کو دکھاتا ہے وہ کنور اودے بھان کو اپنا بیٹا بنا لیتا ہے اور وعدہ کرتا ہے کہ میں خود

کنور کو بے کر بیاہنے آؤں گا ۔ گرو مہندر گر اودے بھان اور انکے والدین کو تلاش کرنے نکلتا مگر وہ تلاش کرتے کرتے پریشان ہو جاتا ہے اور اپنے دوست راجہ اندر سے مدد مانگتا ہے ۔ راجہ اندر اس کی مدد کو فوراً تیار ہو جاتے ہیں ۔ ایک رات جنگل میں راگ ورنگ کی محفل ہوتی ہے ۔ جنگل کے تمام ہرن ہرنی گانے کی آواز سُن کر آ جمع ہو جاتے ہیں تب راجہ اندر ایک جادو پڑھا ہوا پانی مہندر گر کو دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کو ہرن ہرنی پر چھڑک دو ۔ پانی کے چھڑکتے ہی کنور اور ان کے والدین پھر اپنی اصلی شکل میں آجاتے ہیں ۔ اس کے بعد بڑے اہتمام اور شان و شوکت کے ساتھ گرو مہندر گر معہ اپنے نو سے لاکھ چیلوں کے اندر راجہ اندر معہ پریوں کے اکھاڑے کے رانی کیتکی کو بیاہنے جاتے ہیں طرح طرح کے ناچ گانے اور باجے بجتے ہیں اور ایسا کچھ ہوتا ہے جس کا صرف تصور ہی کیا جا سکتا ہے ۔ اصلیت کا جامہ شاید قارون کا خزانہ بھی نہیں پہنا سکتا ۔ قصہ مختصر یہ کہ دونوں کی شادی ہو جاتی ہے ۔ دونوں راج ہنس میں ایک ہو جاتے ہیں اور خوش خوش رہنے لگتے ہیں اور ان الفاظ "جیسے ان کے دن پھرے دنیا میں سب کے دن پھریں"۔ آمین کے ساتھ کہانی کا خاتمہ ہوتا ہے ۔

مختصر

سوانح حیات سیّد انشاء اللہ خاں انشاءؔ

سید انشاءؔ اردو شاعری کے ان استادوں میں گنے جاتے ہیں جنھوں نے شاعری میں نئی نئی ایجادات کیں۔ غزل میں نئے ڈھنگ پیدا کیئے۔ طبیعت کی انتہائی ظرافت کے باعث زبان میں شوخی اور رنگینی پیدا ہو گئی

شخصیت

تقریباً سو سال گذرے سید انشاءؔ شاہی حکیم سید میر ماشاء اللہ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کے بزرگ سمرقند سے آکر دہلی میں آباد ہوئے اور رفتہ رفتہ شاہی امیروں میں داخل ہوئے کچھ دنوں کے بعد آپ کے والد کو دلّی چھوڑ کر مرشد آباد جانا پڑا۔ وہاں آپ کی بڑی عزت ہوئی۔ زمانے کے رواج کے مطابق آپ کو تعلیم وغیرہ دلائی گئی۔ تمام علوم و فنون سیکھنے کے بعد آپ شعر شاعری کی طرف متوجہ ہوئے۔ اپنے والد سے اصلاح لی۔ رفتہ رفتہ ترقی کرتے رہے کچھ دنوں بعد آپ کے والد مرشد آباد چھوڑ کر دلّی لوٹ آئے۔ شاہ عالم نے آپ کو شاہی شاعر کی جگہ دی۔ دوسرے درباری شاعر آپ کا رنگ جمتا دیکھ کر آپ سے حسد کرنے اور آپ کو بے عزّت کرنے کی کوشش کرنے لگے مگر آپ نے سب کو نیچا دکھایا سید انشاءؔ

میں موقعہ شناسی کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ آپ وقت پر کبھی چوکتے نہ تھے فوراً جو کرنا ہوتا کر گذرتے تھے۔

دہلی کی حالت ابتر دیکھ کر آپ آصف الدولہ کے زمانے میں لکھنؤ چلے آئے۔ لکھنؤ میں اس وقت پایہ کے شعراء میں مصحفیؔ اور جرأتؔ تھے اس زمانہ میں مرزا تفضل حسین نامی شخص جن کی قابلیت کا لوہا ہر شخص مانتا تھا آپ کی بڑی عزت کرتے تھے۔ ایک دن موقعہ پاکر انھوں نے انشاؔ کی تعریف اودھ کے دوسرے نواب سعادت علی خاں سے کردی۔ انھوں نے آپ کو ملازم رکھ لیا آپ خود تو درباری شاعر رہے مگر دوسروں کو موقعہ سے فائدہ اٹھاکر بڑی اونچی اونچی جگہ پہنچا دیا۔ آپ کی قابلیت اور شعر و شاعری کی شہرت لکھنؤ میں ہر طرف پھیل گئی آپ کے غزل پڑھنے کے بعد بڑے بڑے شاعر غزل ہاتھ سے رکھ دیتے تھے اور پڑھنے سے انکار کردیتے تھے۔ سید انشاؔ ہندوستان کی مختلف زبانیں جانتے تھے جیسے پنجابی، پوربی کشمیری، افغانی اور ہندی وغیرہ اور ہر زبان میں کچھ نہ کچھ اشعار کہے ہیں۔ آپ نے غزلوں کے علاوہ قصیدے بھی اچھے لکھے ہیں۔

طبیعت

سید انشاؔ اتنے خوش مزاج، خوش مذاق اور زندہ دل تھے کہ دوسروں کے ہنسانے کی خاطر کبھی آدھی داڑھی صاف کردیتے اور کبھی بھنویں کسی جلسہ میں آپ کا آنا کسی بھانڈ سے کم نہ ہوتا تھا اور اسی پر مصحفیؔ نے ایک مصرعہ

کہا تھا۔ ع "واللہ کہا تو شاعر نہیں بھانڈ ہے بھانڈ" اس امر کا سید انشا،
کو خود احساس تھا۔ آپ بہت لطیفہ گو اور خوش مزاج تھے۔ ایک مرتبہ نواب
صاحب کے ساتھ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ گرمی سے عاجز آ کر پگڑی سر سے اتار کر
رکھ دی نواب صاحب کو انکی گھٹی ہوئی چاند دیکھ کر مذاق سوجھا انھوں نے
پیچھے سے ایک چپت رسید کی۔ آپ نے گھبرا کر پگڑی سر پہ رکھ لی اور کہا بچپن
میں بزرگ ٹھیک کہتے تھے کہ کھانا کھاتے وقت ٹوپی نہ اتارنا چاہیئے شیطان چپت
لگاتا ہے لہذا وہ بات آج ثابت ہوگئی۔ نواب صاحب شرمندہ ہو گئے۔

جان بیلی صاحب ریذیڈنٹ نے آپ کا نام تو سنا تھا صورت سے آشنا
نہ تھے ایک مرتبہ انکی ملاقات آپ سے نواب سعادت علی خاں کے یہاں ہوئی اور
آپ کی خوش مزاجی سے آپ کے گرویدہ ہو گئے ایک اشنان کے میلے میں آپ نے
کشمیری برہمن کا بھیس بدل کر دنیا کو بتا دیا کہ آپ شاعری کے غلام نہیں ہیں بلکہ
دوسرے طریقوں سے بھی لوگوں سے زیادہ پیسہ پیدا کر سکتے ہیں آپ مذاق کے
موڈ میں ہوتے تو نوابوں تک کو نہ چھوڑتے۔ ایک مرتبہ آپ نے نواب سعادت علی خاں
کو لونڈی کا بچہ بنا دیا چونکہ یہ مذاق تھا لہذا نواب صاحب خاموش ہو گئے۔

جوان بیٹے کی موت نے آپ کے ہوش حواس ٹھکانے نہ رکھے اور آپ کو
دیوانہ بنا دیا۔ ایک روز دیوانگی کی حالت میں نواب صاحب کو برا بھلا کہہ
ڈالا۔ نواب صاحب نے غصہ ہو کر آپ کی تنخواہ بند کر دی یعنی ایک زمانہ تھا کہ
سید انشار نواب صاحب کی ناک کے بال تھے اور ایک زمانہ یہ تھا کہ تنخواہ بند
کر دی گئی۔ ایک صاحب آپ کی دیوانگی کے متعلق بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

ایک روز میں ایک مشاعرہ میں گیا وہاں دیکھا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہیں تھوڑی دیر بعد ایک آدمی میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے آیا اور آکر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے لوگوں سے پوچھا کہ کیوں صاحب مشاعرہ ابھی شروع نہیں ہوا لوگوں نے کہا ابھی آدمی جمع ہوئے ہیں تھوڑی دیر میں شروع ہوگا۔ انھوں نے کہا خیر ہم تو اپنی غزل پڑھے دیتے ہیں اور یہ کہہ کر غزل پڑھنا شروع کی جس کا پہلا شعر یہ تھا۔

کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں
بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

آپکی دیوانگی روز بروز بڑھتی گئی یہانتک کہ ستر برس کی عمر میں انتقال ہوگیا۔

تبصرہ

انشا بڑے قادر الکلام شاعر تھے ہر صنف سخن میں طبع آزمائی کی اور کمال دکھایا ہے۔ ہندی کے نرم شیریں الفاظ کو بڑی نفاست کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔ شوخی ظرافت ہجو طبیعت کی رنگینی اور بانکپن کی خوب جلوہ آرائی ہے۔ غزلیات طلسمات کی مانند ہیں۔ زبان پر آپ کو قدرت، بیان میں زور اور لطافت محاورات کی رنگینی خوشنما تراکیب نہایت پسندیدہ ہے لیکن افسوس کہ طبیعت پر آپ کو قابو حاصل نہ تھا کبھی کچھ کبھی کچھ جو غزلیں آپ نے اصول کے اندر رہ کر لکھی ہیں وہ بے مثل لیکن جہاں بہک گئے ہیں وہاں حد سے باہر نکل گئے ہیں۔

ماخوذ از تاریخ ادب اردو مطبوعہ ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ

داستان رانی کیتکی اور کنور اودے بھان کی

الفاظ	معنی	صفحہ
سر جھکا کر ناک رگڑتا ہوں	بڑے ادب کے ساتھ ۔	۱۰
آتیاں جاتیاں جو سانسیں ہیں اوسکے بن دھیان سب یہ پھانسیں ہیں	جو سانسیں آجا رہی ہیں بغیر خدا کے یاد کئے سب پھانس یا کانٹا ہیں۔	
یہ کل کا پتلا	انسان ۔	
کھلاڑی کی سدھ رکھے	خدا کا خیال رکھے ۔	
کھٹائی میں کیوں پڑے	کیوں مصیبتوں میں پھنسے ۔	
کڑوا کسیلا کیوں ہو	تکلیفیں کیوں جھیلے	
اس پھل کی مٹھائی چکھے جو بڑوں سے بڑے اگلوں نے چکھی ہے	اگلے لوگ خدا کی یاد کی بدولت کامیاب ہوئے ۔	
مورتوں کو جی دان دے	مٹی کے پتلوں یا انسانوں کو زندگی عطا کی ۔	۱۱
سکت	طاقت ۔	
تمہارے کرتب کچھ بتا سکے	خدا کی تعریف بیان کر سکے ۔	
جو بنایا ہوا ہو سو اپنے بنانے والے کو کیا سراہے	غلام اپنے آقا کی کیا تعریف کر سکتا ہے ۔	

الفاظ	معنی	صفحہ
پڑا سبکے	کہے	
سراہا کریں	تعریف کریں	
جتنی ساری	بہت سی	
جپتا ہوں	عبادت کرتا ہوں	
داتا	خدا	
سمرت	یاد ۔ دھیان	
پھولا	بے حد خوش ہونا	
چاؤ	محبت ۔ چاہ	
چھوٹ	سوائے ۔ بجز	
آسرا	امید	
ڈول ڈال	بات شروع کر	
انوکھی	عجیب	
دھیان میں چڑھ آئی	خیال آیا	
ہندوی چھٹ	سوائے ہندی کے فارسی عربی کے الفاظ نہ آئیں	
نپٹ	بالکل	
ڈھب	طرح	۱۲
باہر کی بولی	فارسی عربی	

الفاظ	معنی	صفحہ
پرانے دھرانے بوڑھے کھاگ	پرانے زمانہ کے بوڑھے	
کھڑاگ لائے	کہا	
ناک بھوں چڑھاکر	غصہ اور حقارت سے	
اچھوں سے اچھے	لائق۔ شرفا	
جوں کا توں	ویسا ہی	
ڈول	طریقہ۔ ڈھنگ	
ٹھوکا	سنکہ	
الو کھا بولا	بڑبولا	
اونگلیاں نچاؤں	اُنگلیاں مٹکاؤں	
داتا	دینے والا۔ خدا	
آؤ جاؤ، کود پھاند، لپٹ جھپٹ، اچھل	ہٹ۔ تیزی	۱۳
اپنی چوکڑی بھول جائے	شرما جائے	
کرتب	کمال۔ کھیل	
کان رکھ کے	غور سے	
سنمکھ ہو کے	سامنے آکر	
ٹک	ذرا	
ڈھب سے	طریقہ سے	

الفاظ	معنی	صفحہ
اوبھار	آغاز	
سنگھار	عبارت کی خوبی یا اس کا حسن	
جوت	روشنی	
سورج کی ایک سوت آئی تھی	سورج کی طرح وہ چمکدار تھا	
جو کسی کے لکھنے اور کہنے میں آسکے	بیان نہیں کیا جا سکتا	
سولھے میں پاؤں رکھا تھا	سولھواں سال شروع ہوا تھا	۱۳
مسیں بھیگتی چلی تھیں	چہرہ پر ہلکے ہلکے بال نکلنے لگے تھے	
کسی بات کے سوتج کا گھر گھاٹ پایا نہ تھا	کسی فکر یا تکلیف میں مبتلا نہ ہوا تھا	
چاؤ کی ندی کا پاٹ اون نے دیکھا نہ تھا	محبت کا مزہ نہ چکھا تھا	
ہریالی	سبزہ	
انکھیل پنے اور لڑکپن	الھڑپن	
جی لوٹ پوٹ ہوا	جی چاہا۔ خواہش پیدا ہوئی	
اوجھل ہوئی	غائب ہوئی	
جامائیاں	جمائیاں	
امریاں دھیان چڑھیں	آم کے درخت نظر پڑے	
رنڈیاں	عورتیں	
اگلی	بڑھ کر	
گاتیاں ہیں	گا رہی ہیں	

الفاظ	معنی	صفحہ
چنگھاڑسی پڑگئی	شور مچ گیا	
ادچکا	چور۔ بد معاش	۱۵
اوس کے بھی جی میں اوسکی چاہ نے گھر کر لیا	اُس کے دل میں محبت نے گھر کر لیا	
ناہ نوہ کی	ہاں نہیں ہیچر میچر	
یک نہ یک جو تم جھٹ سے ٹپک پڑے	یکبارگی جو تم آگئے	
ٹھنڈی ٹھنڈی چھاں	چپکے سے	
مسوس کے	فکر کر کے	
ملولا کھا کے	رنج کر کے	
رکھائیاں نہ دیجئے	بے مروتی نہ کیجئے	
چھانہہ	سایہ	
لیتا دیتا نہیں	کچھ مانگتا نہیں	
ماتھا ٹھنک جانا	شک وشبہ ہونا	۱۶
بدمنیاں	باعصمت لڑکیاں	
پینگیں چڑھا رہی ہیں	پینگیں بڑھا رہی ہیں	
پر یوں ہی بدی تھی	قسمت میں ایسا ہی لکھا تھا	
سردھری	سردار	
بولیاں ٹھولیاں نہ مارو	بے کار باتیں نہ بناؤ ۔	

الفاظ	معنی	صفحہ
ان منہ کا ڈول	طریقہ	
ہونٹھ پپڑائے	ہونٹ خشک	
ان کو سچا کرتا ہے	ان کے بیان کی صداقت کرتا ہے	
بات بنائی اور سچوٹی کی کوئی چھپتی ہے	جھوٹی بات اور سچی بات چھپتی نہیں	
اوٹ سی کپڑے لتے کی کر دو	کپڑے کا پردہ کر دو	
آسرا	سہارا	
پرے	دور ۔ پیچھے	
چھانہہ	سایہ	
چاہت کی لگاوٹ	محبت میں نیند کہاں	
رات سائیں سائیں	رات میں سناٹا چھا جاتا ہے	۱۷
سر رہتا رہے جاتا جائے	چاہے مروں یا جیوں	
جی سے جی کو ملاپ ہے	دل را بہ دل رہے است ۔ دل سے دل کو لگاؤ ہوتا ہے	
بیتے سب نے کھوئے	خاندان بتایا	
مٹ بھیڑ	ملاقات	۱۸
باتیں آئیاں	پیغام آئے	
دھن بھاگ	خوش قسمتی	
گوئیاں	سہیلی	

الفاظ	معنی	صفحہ
گٹھ جوڑا	بیاہ	
اچرج اور اچنبھے کی	تعجب کی	
جیسا منہ ویسی تھپڑ	جیسے کو تیسا ملتا ہے	
چت چاہی بات	حسب مراد ۔ خواہش کے مطابق	
جی کا گٹھ جوڑا چاہیئے	ہم دونوں کا دل ملا ہونا چاہیئے	
سو تو ہوا	یہ تو سب کچھ ہوا	
لکھوٹی	لکھاوٹ ۔ تحریر	
میرے سر چوٹ ہے	میری بدنامی ہے	19
پیٹھ لگ کر	پیٹھ پر سوار ہو کر	
انوپ روپ	خوبصورتی	
کہنے میں نہیں آتا	بیان نہیں کیا جا سکتا	
نہ لگ چلنا	چلنا نہ پھرنا	
ہوتے ہوتے	رفتہ رفتہ	
کچھ دال میں کالا ہے	کوئی خاص بات یا بھید ہے	
ڈول	طریقہ	
چھپر کھٹ	پلنگ	
کہنے میں کچھ سوچتے ہو تو ابھی لکھ بھیجو	منہ سے کہتے شرماتے ہو تو لکھ بھیجو	۲۰

الفاظ	معنی	صفحہ
سدھارئے	تشریف لے جائیں	
موکھ پر کسی ڈھب سے نہ لانا	اس تحریر کا حال میرے سامنے منہ پر نہ لائیں	
ملکھ بات ہو کے میں نے کچھ نہ کہا	منہ در منہ میں نے کچھ نہ کہا	
جی ناک میں آگیا	پریشان اور مایوس ہو گیا	
لاج	شرم	
جگ میں چاہ کے ہاتھ کسی کو سکھ نہیں	محبت دنیا میں سب کو بے چین کیے ہوئے ہے	
کنوتیاں اٹھائے	تیز بھاگ رہی تھی	۲۱
بگ چھوٹے	تیز باگ اٹھائے	
پتا پتا میرے جی کا گاہک ہوا	ان درختوں کا پتا پتا میرے جی کا دشمن ہو گیا	
سپھل	اچھا پھل۔ نتیجہ	
رنڈیاں	عورتیں	
سردھری	سردار	
لکھاوٹ بھی لکھ دی	تحریر دے دی	
کڑھو مت	رنجیدہ نہ ہو	
ایک جا گھ	یکجا	۲۲
ناہ لوہ کی کھیرے گی •	ہجر مجبر کریں گے	
آنندیں کرو •	خوش خوش رہو	

الفاظ	معنی	صفحہ
سبھ مہورت	نیک ساعت	
ہڑبڑی سے	گھبراہٹ جلدی سے	
اس پر بڑی کڑی پڑی	اس پر بڑی مصیبت پڑی	
ناتا	رشتہ	
ٹک تیوری چڑھی دیکھتے	ذرا چہرہ پر غصہ دیکھتے	
اگلے بھی اسی بچار میں تھے	کنواودے بھان کے ماں باپ بھی اسی خیال میں تھے	
سبھا	مجلس	
گوت کا تو میل نہیں	خاندانی تعلق نہیں	
ہٹ	ضد	
ہتیا اہا دھڑکا نہ ہوتا	برہمن کے قتل کے گناہ کا ڈر نہ ہوتا	۲۳
موند رکھو	بند کردو	
بیتی	گذری	
لڑن	جنگ	
ٹھاٹھ باندھ کر دل بادل جیسے گھر آتے ہیں چڑھ آیا	لڑائی کی تیاری کر کے بڑی فوج لے کر حملہ کردیا	
ساون بھادوں کے روپ سے بارونے لگی	پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی	
لوہو برسنے لگا	خون کی ندی بہنے لگی	

الفاظ	معنی	صفحہ
جو ہونی ہو سو ہو مر رہتا رہے جانا جائے	جو کچھ بھی ہمارے اوپر گذرے جان رہے یا جائے	
پھول کلی کر پکارتے تھے	پھول کلی کے نام سے پکارتے تھے	
ہمیں رچتی نہیں	ہم کو پسند نہیں	
ڈنڈ	بازو	
سہائے	مدد	
مہا کٹھن ہم بپتا ماروں کو پڑی ہے	ہم مصیبت کے مارے بڑی مشکل میں پڑ گئے ہیں	
باو بھک	غرور۔ گھمنڈ	
اکھڑال	بالکل۔ بنا ہوا	
دھیان گیان	عبادت	٢٥
اتیتوں	چیلوں، شاگردوں، مریدوں	
دورے رہے	علیحدہ۔ علاوہ	
مینھ	بارش	
چھٹ	سوائے	
آٹھ پہر روپ بندھوں کا سادھرے	ہر وقت غلاموں کی طرح ہاتھ باندھے ہوئے	
سیوا	خدمت	
ڈھب سے کہلاتی تھیں	چیلیاں مریدیں اس نام سے مشہور تھیں	

الفاظ	معنی	صفحہ
سنگاسن	تخت	
بستر	کپڑے	
جٹا بکھیرے	بال بکھرائے	
بھگو	بھاگنے والا۔ ایلچی	۲۶
باگھمبر	شیر کی کھال	
پڑھنت	پڑھتا ہوا	
باؤ کے گھوڑے کی پیٹھ پر لاگا	ہوا کے گھوڑے پر سوار	
مرگ چھالوں	ہرن کی کھالوں	
گورکھ جاگا	حاضر حضور	
سدھ بدھ	ہوش	
بپتا کا مارا	مصیبت کا مارا	
بن	جنگل	۲۷
تھل بیڑا	ٹھکانا۔ پتا	
سہتی	سمیت۔ سب کا سب	
پاپیوں	موذیوں۔ گنہگاروں	
سکت	طاقت	
آنندیں کرو	چین سے رہو	

الفاظ	معنی	صفحہ
دندناؤ	خوشی مناؤ۔ موج اڑاؤ	
اور ڈھب سے	دشمنی سے	
گاڑھ	مشکل	
چھپاؤ	پوشیدہ	٢٨
ڈنڈوت کی	سلام کیا	
روکھ	درخت	
لینی	انگوٹھی کا لینا	
دینی	دینا	
جی کا جو روپ تھا وہی ہے	دل جیسا پہلے جدائی میں بےچین تھا ویسا ہی اب ہے	٢٩
بَن	جنگل	٣٠
سوچ میں ڈوب	غور کر کے بتا کہ کیا کروں	
جو کرڑی بھول	میں تو اپنے ہوش میں نہیں ہوں	
ڈھنڈ ہے پھول	تیز شوخ رنگ کے پھول	
ڈبڈبا رہی ہیں	آنسو یا پانی سے بھری ہیں	٣١
اوسیں	جیسے شبنم کی بوندیں گری ہیں	
اک اوس سی مجھ پہ پڑ گئی ہے	میں مایوس اور نیم مردہ ہو گئی ہوں	
بھلاوے ہیں	دھوکہ دھوکے ہیں	
واری	قربان جاؤں	

الفاظ	معنی	صفحہ
لٹکے	باتیں - چیزیں	۳۲
ٹھٹھا کے	بھُلا کے	
رنج	خواہش	
چہل	ہنسی - دل لگی	
کروڑوں پوتھیوں میں جیوں کے تیوں نہ آ سکے	جس کے بیان کے لئے کروڑوں کتابیں بھی کافی نہ ہوں گی۔	
نہیں	انکار	۳۳
لاج سے کٹ مرتی ہوں	شرم کرنے کی وجہ سے مری جا رہی ہوں	
پر ایسے ہم کہاں سے جی چلے ہیں	ہمارا دماغ تو ایسا خراب نہیں ہو گیا ہے	
جوبن لئے ساتھ جوبن ساتھ بن بن بھٹکا کریں	نوجوان کنواری لڑکی ایک خوبصورت نوجوان رانی کو ساتھ لئے جنگل جنگل پھرا کرے	
نچی کھسوٹی	مصیبت کی ماری	
کچھاڑوں	غاروں - گڑھوں	۳۴
بے ڈول	بے مطلب بے غرض	
اپنے جونڈے کو ہلا دیں	سر ہلا دیں۔ مارے مارے پھریں	
بوجھ	عقل	
بن بن	جنگل جنگل	

الفاظ	معنی	صفحہ
اپنا کیا پاؤ گی	جیسا کیا ہے ویسا بھرو گی	
نہیں پچ سکتی	ہضم نہ ہو گی	
الھڑ	ناتجربہ کار	
ڈھلتا	متوجہ	۳۵
پوت ابدھوت	بیٹیا	
رکھائیاں	بے مروتی	
جی ہاتھ میں نہ ہو	دل قابو میں نہ ہو	
وہ ایسی ایسی لاکھوں سوچتی ہے	وہ ایسی باتیں لاکھوں سوچتی ہے	
بھید	فرق	
بن کہے	بغیر کہے	
راج بھاگنے کے لئے	حکومت کرنے کے لئے	۳۶
کھولیاں	بیان کیں	
بروگ	جدائی	
بے ٹھور	بے جگہ	
ندان	بیچاری	
ڈاروں	ہرنوں کا غول	
ڈبرے	تالاب	۳۷

الفاظ	معنی	صفحہ
روئیاں	روئیں	
کوک سی پڑ گئی	غل پڑ گیا	
جنیاں	عورتیں	
بیٹھیاں	بیٹھیں	
جھنیکن جھینکا	پچھلا دکھڑا روتی رہی	
تہاری کچھ بھاویں نہیں	تمہیں کچھ پسند نہیں آتا	۳۸
چیت چاہی	دل پسند	
آدیس	سلام	۳۹
بال بھی بیکا نہ ہوا	نقصان نہیں پہنچا	
نیا سانگ جوگی اور جوگن کا آیا تھا آنکھوں دیکھا	حالات معلوم ہوئے تھے دیکھے	
کھلاڑی	قدرت	
کیا دینا تھا	دینے کی کیا ضرورت تھی	
جیسے کا تیسا کرنا	اپنی اصلی شکل میں لانا	
براجو	بیٹھو	
جھاڑ اور پہاڑوں	جھاڑی اور پہاڑوں	۴۰
جد	تک	

صفحہ	معنی	الفاظ
	خاموش	سن کھینچی
۴۱	شادی کی پہلی رسم ادا کی	چڑھا وا چڑھا دیا
	سلام	ڈنڈوت
	لال	سوہے
	چمک	ٹھلک
	پاؤں کا زیور	توڑے
	سرخ۔ شوخ رنگ۔	ڈھڈ ہے
	ہرے	بھلے
	سرخ	جبجبی
	خوبصورتی	جاوٹ
۴۲	اندر	سماوٹ
	نئی	نول
	شکر کے بوروں	کھنڈ سالوں
	جنگلوں	بنوں
	چھوٹے تالابوں	پھاڑنگیوں
	چوٹی	پھنگ
	جھاڑیاں۔ درخت	جھاڑ جھنکاروں

الفاظ	معنی	صفحہ
بندھے	خالی جگہ	
ڈانک	چمکدار شے	
سوہی	سرخ	
بن	سوائے	
چہلیں	خوشیاں	۴۳
اٹیتوں	چیلوں	
ٹھکانا	پتہ	
نپٹ گاڑھ	بڑی کٹھن یا سخت مشکل	۴۴
اندر اسن سمیت	اندر کا اکھاڑا	
اندر لوک کو سمیٹ کے	راجہ اندر کی حکومت کے لوگ	
کھیل	گروہ	
روپ پکڑنا	شکل بدلنا	
دھیان میں	محو ہوکر	
سنگت گرو	ساتھی	۴۵
منتر الیسری باچا	منتر یا جادو پڑھا	
جنیں	شخص	
سر منڈاتے ہی اولے پڑے تھے	حملہ کرتے ہی سب برباد ہو گئے تھے	

الفاظ	معنی	صفحہ
چیت چاہی	من چاہی	۴۶
جونرے بھونرے	تہہ خانے ۔ کھتے	
اکت	تدبیر ۔ ترکیب	
بن بیاہیاں	کنواری	
چاؤ چوچ	خواہش ۔ خوشی	
سوہے رائے چھٹ	سوائے سرخ رنگ کے	
ڈانگوں	پہاڑوں	
بن مانگے	بغیر مانگے ہوئے	
لگا	لے کر	۴۷
چپا چپا	کوئی چھوٹی سی جگہ یا ٹکڑا	
نہ ہونا چاہیے	نہ ہو	
کھنڈ جائیں	بکھیر دئے جائیں	
ڈول کردو	اہتمام کردو	
لالڑی	لال	
پہاڑ تلی	اوپر نیچے	
پکھروٹوں	درختوں	
بھتولی	آراستہ	

الفاظ	معنی	صفحہ
مدہ میں اڑچلیاں ہیں	حسن پر ناز کرتی ہیں	
اجرج	حیرت	
مردنگ۔ بین۔ جلترنگ۔ منہ چنگ گھونگھرو۔ تبلے۔ کٹ تال	یہ سب باجے ہیں	۴۸
ان بندھے	بغیر سوراخ کے	
لال ٹینوں	لالٹینوں	
ہتپھول۔ پھلجھڑیاں۔ جاہی۔ جوہیاں۔ کدم۔ گیندا۔ چنبیلی	آتش بازی کے نام	
چھاتیوں کے کواڑ کھل جائیں	دل کو بڑی خوشی ہو	
نچھوٹ کر	علیحدہ	
بیاہنے	برات	۴۹
کہ	تو	
ریت	رسم قاعدہ	
ایراوت ہاتھی	راجہ اندر کے ہاتھی کا نام	
اتیت	چیلے	۵۰
سیلی	ہار	
گاتیاں	گاتی ہوئیں	

صفحہ	معنی	الفاظ
	ہرن کی کھال	مرگ چھالوں
	زندگی	جیون
	مختلف قسم کی سواریاں	چنڈولوں۔ رتھوں
	کرشن۔ کنھیاجی	کنھیا

۵۱ کبت:۔ جب کرشن جی مہاراج بندرابن درخت کی چھاؤں اور جھاڑیوں کو چھوڑکر دوارکا میں رہنے لگے وہاں کے مہاراجہ ہوگئے۔ کملی اور پروں اور پتوں کے تاج کے بجائے اور گائیں چرانے کے بجائے شاندار مہاراج بن گئے۔

صفحہ	معنی	الفاظ
	کملی	کامریا
۵۲	مختلف اقسام کی نادیں	لواڑے، بھولئے، بجرے، لچکے مورپنکھی، سونامکھی، سیام سندر، رام سندر
	لچکتی اور ہلتی ہوئی	لہراتیاں
	پھرتی ہوئی	پھرتیاں
	گانے والوں کی قسمیں	گوئیے، کنچنیاں، رام جنیاں، ڈومنیاں
	ناچنے کے طریقے	ناچتی گاتی لجاتی، کودتی پھاندتی، دھومیں مچاتیاں، انگڑائیاں، جمہائیاں، انگلیاں نچاتیاں

الفاظ	معنی	صفحہ
اساوری	ریشمی کپڑا	
ہنڈولے	جھولا	
گائینیں	گانے والیاں	
کدارے ۔ باگیسری۔ کانھڑے	گانے کی قسمیں ۔ راگ راگنی	
دل بادل	بے شمار	
نواڑوں	ناؤوں	
آتیاں تھیں ہونے لگیاں	ہوتی چلی آرہی تھیں ہونے لگیں	۵۳
ٹھٹھولی کرکے	مذاق کے طور پر	
سکھ سمٹیئے	چین کیجئے بہت بہت	
نہوڑائے	جھکائے	
نلجی	بے شرمی کی	
ریل پیل	بھیڑ بھاڑ	
تیل پھلیل میں بھری	ابٹن لگا ہوا	
اڈرن گھائی کے انٹیوں میں کر بولی	ہنسی مذاق کرکے بولی	
ہم سے اب آنے لگی ہیں آپ یوں تہرے کڑے	آپ اس طرح ہم سے اڑتی یا بنتی ہیں۔ یا بے مروتی برتی ہیں	
جوبن کے مدہ میں	خوبصورتی کے نشہ میں	

الفاظ	معنی	صفحہ
جی کو بھاوے یوں ہی پر منڈیا ہلائے	دل میں محبت زبان سے انکار	۵۴
بکھیڑے میں پڑے	بیاہ کے بندھن اور غلامی میں پھنس گئے	
واری پھیری	صدقہ قربان	
انیدے پن	نشہ یا نیند	
انکھڑیوں کا لجانا	آنکھوں کا شرمیلا پن	
لچکے کے ساتھ	نزاکت	
ٹھوکے سے	لگ جانے سے	
دکھتی چٹکی	چوٹ کرنے والی بات	
پنچھالا ہوئی	دُم کی طرح میرے ساتھ یا میرا پیچھا لئے ہے	
سراہتا	تعریف کرتا	
رانی کیتکی کا بھلا لگنا لکھنے پڑھنے سے باہر ہے	رانی کیتکی کا جوبن بیان کرنے سے باہر ہے	۵۵
پتلیوں میں لاج کی سماوٹ	آنکھوں کا شرمیلا پن	
روندا ہٹ	تیر کی طرح گھسی جاتی تھیں	
دنتڑیوں میں مسیوں کے اوداہٹ	دانتوں میں اودا پن مسی کا	
رکاوٹ سے ناک اور تیوری چڑھا لینا	ذراسی بات پر غصہ ہو جانا	

الفاظ	معنی	صفحہ
کرچھالیں مار پڑے اوچھلنا کچھ کہنے میں نہیں آتا	کودنا لچکنا جھجکنا بیان سے باہر ہے	
اچھے پن میں کچھ چل نکلنا کسی سے نہ ہو	سکے خوبصورتی اور حسن بیان سے باہر ہے	
ان کی ادبھار کے دنوں کا سہانا پن	جوانی کا جوبن	
بھبین اور مکھڑے کا گدرایا ہوا جوبن	خوبصورتی	
بھیگتی مسوں	نوجوانی	
جہاں تہاں چھاہنہ اس کا ڈول ٹھیک ٹھاک، ان کے پانوں تلے جیسے دھوپ تھی	ان کا قد سیدھا تھا سایہ اگر پڑتا بھی تھا تو سیدھا گویا پاؤں تلے بجائے سایہ کے دھوپ تھی جو علامت اچھی تندرستی کی ہے	۵۶
جم گئے	بیٹھ گئے	
چھت باندھے ہوئے کتھر کا کئے	سروں پر مل رہے تھے	
اڑتلوں میں	جو کھرٹ جھروکے	
سانگ، سنگیت، بھنڈ تال، رہس	۔ ناچ ڈرامہ کی قسمیں	
یمن کلیاں، جھنجوٹی،	راگنیوں کی قسمیں	
کانڑا، کھماج، سوہنی، پرج،	"	
بہاگ، سوھرٹ، کالنگڑا، بھیروں	"	
کھٹ للت، بھیروں روپ	"	

الفاظ	معنی	صفحہ
سمے	وقت	
رچاوٹ	عمدگی	
سوبلاس. رس دھام، کشن نواس	نام ہیں عمارتوں اور مقامات کے	۵۷
لپٹی	لپٹے ہوئے	
سمیٹے ہوے	تھامے ہوئے	
پھبن	خوبصورتی	
آرسی دھام	آئینہ خانہ	
آرسی چھٹ	سوائے آئینہ کے	
پُٹ	چیز۔ حصہ۔ ٹکڑا	
چودھویں رات جب گھڑی چھ ایک رہ گئی	چودھویں تاریخ آدھی رات سے پہلے	
مکٹ	تاج	
تڑادے اور جمگھٹ	نازو انداز۔ شان وشوکت	
بھونری گٹھ جوڑا	نکاح کی رسم ادا ہوئی	
آن کر آپس میں جو دولوں کا گٹھ جوڑا ہوا	نکاح ۔ بیاہ	۵۸
چاہ کے ڈوبے	محبت میں گرفتار	
چھت باندھے	سایہ کئے	

الفاظ	معنی	صفحہ
جوں کے توں	ویسے ہی	
بس بس گیان	اے عقل بس کر	
کام دھین	کام دھینو گائے وششٹ کو بھگوان نے دی تھی جو کچھ اس گائے سے مانگو مل جاتا تھا	۵۹
بٹھیا	بچہ (مادہ) گائے کا	
سینتی پروتیاں	سینے پرونے والیاں	
سگھڑ سے سگھڑ	تمیز دار	
چھٹ	سوائے	
کنچن	سونا	
جھنجھناتیاں	بجاتی ہوئی	٦٠
دان ہوئیں	خیرات میں دی گئیں	
توڑا	تھیلی	
ہواؤ	ہمت	
سنوارتی	خوبصورت بناتی تھیں	
باس	خوشبو	
جنوں	شخصوں	
ہڑ بڑی	جلدی	٦١
بل بے۔	واہ واہ۔ شاباش	

ختم شد